(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)
انوار الزکوٰۃ
مصنفہ
مولانا محمد صادق سیالکوٹی
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار
لاہور۔ پاکستان

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ

(مسلمانو! نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دو رپ ع ۵)

نفس نفس کو ملی جو صبا کے دامن سے
مہک تمام تری زلفِ مشکبو کی ہے

انوار الزکوٰۃ

اس کتاب میں

زکوٰۃ اور صدقات کے تمام مسائل قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر ہر صفحہ کتاب فرضی اور نفلی صدقات کے گلہائے رنگا رنگ سے عنبر فشاں ہے، جن سے اہلِ ایمان کے قلوب و اذہان، شاداں و فرحاں ہیں! —

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی

ناشر:- مکتبہ نعمانیہ - اردو بازار - گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ:- نعمانی کتب خانہ جنز سٹریٹ - اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب نسیم صبح کے ہوتے ہو تم بھی ہمرکاب
پھول اُگ آتے ہیں بیاباں میں بجائے خار وخس۔ (ثمرؔ)

اِسلام کا جزوِ خامس

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترکیب!
موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

یعنی زندگی عبارت ہے عناصرِ اربعہ کی ترکیب سے، آگ، پانی، ہوا اور خاک، چاروں عناصر یک جان ہوتے، تو زندگی ہوئی، اور جب یہ متفرق اور پریشان ہوئے تو موت ہو گئی۔ اسی طرح اسلام عبارت ہے اجزائے خمسہ کی ترکیب سے۔ توحید (مع الرسالت) نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ یہ پانچ اجزاء جس کے عمل میں اکٹھے ہوں، تو اس کا اسلام زندہ ہے اور کسی ایک جزو کی پریشانی اس کی مسلمانی کی موت ہے، کہ اسلام کیا ہے؟ — اجزائے خمسہ میں ظہورِ ترکیب! فقدانِ اسلام کیا ہے؟ انہی اجزاء کا پریشان ہونا! — چنانچہ اس کتاب میں اسلام کے پانچویں جزو **زکوٰۃ** کا ماہِ دو ہفتہ پوری تابانی سے ضیا بار ہے۔ جس کے نور میں مسلمان کی زندگی کا مژدہ ہے ::

محمد صادق سیالکوٹی

ستمبر ۱۹۶۶ء

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالی عبادت

اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تین قسمیں ہیں، زبان کی عبادت، بدن کی عبادت، مال کی عبادت۔ جیسا کہ قعدہ نماز کی دعا میں ہر روز آپ پڑھتے ہیں۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔ یعنی قولی، بدنی، اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کتاب میں ہم اللہ تعالیٰ کی مالی عبادت کا ذکر کرتے ہیں، اور اس کی اہمیت پر کتاب و سنت سے روشنی ڈالتے ہیں۔

مالی عبادت وہ صدقات و خیرات ہیں، جو اللہ کی رضا کے لئے اس کی مرضی کے مطابق خرچ کئے جائیں۔ محتاجوں، فقیروں، مسکینوں، معذوروں، مقروضوں کو

دیئے جائیں، قومی، ملی، دینی کاموں، اور اشاعتِ اسلام کے لئے صرف ہوں، کفر، شرک، بدعت، اور منکرات و نواہی کے استیصال کے لئے کام میں لائے جائیں۔

مال کو گذران کا سبب بنانا

مال کے بغیر دنیا اور دین کے کام انجام نہیں پاتے اس لئے مال از حد ضروری چیز ہے۔ اسی سے انسان کی معیشت قائم ہے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:-

جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا۔ (پ۴ ع ۱۲)

"اللہ تعالےٰ نے تمہارے مالوں کو تمہاری گذران اور معیشت کی استقامت کا سبب بنایا ہے"

رہنا، سہنا، کھانا، پینا، پہننا، بیوی، بچوں کے بے حساب مصارف، اور صدہا لوازم زندگی مال سے ہی پورے ہو سکتے ہیں۔ اپنی ان سب ضرورتوں کے لئے، تو آدمی مال صرف کرتا ہی ہے۔ فراخ دلی سے یا تنگ دلی سے، طوعًا و کرہًا خرچ کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن دوسروں یا غیروں کے لئے، دینی، مذہبی، اور ملی ضرورتوں کے لئے مال خرچ کرنا، اِلاّ ماشاء اللہ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے بڑا ہی مشکل کام ہے۔ مال کی محبت امساک، اور بخل پر اکساتی، اور رغبت دلاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بخل اور امساک کو دور کرنے کے لئے بطیبِ خاطر مال خرچ کرنے والوں کو ایسا وعدہ دیا ہے جو کسی دوسری عبادت کے لئے نہیں دیا۔ فرمایا:۔

اللہ کو قرض دینا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ (پ۲ ع ۱۶)

"کون شخص ہے وہ جو قرض دے اللہ کو قرض اچھا، پس دو گنا کرے اس کو واسطے اس کے دو گنا بہت"

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا، اور خوشی کے لئے مال خرچ کرنا، اللہ کو قرض دینا ہے۔ گویا اللہ کہتا ہے۔ بندے! مال کو میرے نام پر، میری بتائی ہوئی مدوں پر صرف کر۔ میں تیرا مقروض ہوں گا۔ مال خرچ کرکے مجھے اپنا مقروض بنا لے، قیامت کو میں تیرا قرض ادا کروں گا۔ اور بڑھ چڑھ کر دوں گا۔ سبحان اللہ! مال خرچ کرنے سے معیشت ہماری قائم ہوتی ہے، اپنا جسم بدن، اور جان، اپنا کنبہ، قبیلہ، خاندان، بیوی، بچے خویش و اقارب، اور معاشرہ، مال سے پلتا، پوستا اور پروان چڑھتا ہے۔ مال سے اپنا ننگ پالتے ہیں

دنیا اور دین کے بے حساب فائدے خود اٹھاتے ہیں، اور مقروض اللہ ہوتا ہے۔ اور پھر جس مال کو خرچ کر کے ہم اللہ رب العزت کو اپنا مقروض بناتے ہیں، وہ مال بھی اللہ ہی کا دیا ہوا ہوتا ہے۔ پاک ذات کس طرح خذف کو گوہرِ شاہوار کرتی ہے؁

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ھُو
تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ
تو ہی مری آرزو، تو ہی مری جستجو!
پاس اگر تو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تو ہے تو آباد ہیں اجڑے ہوئے کاخ و کو

مال خرچ کرنے کا حکم انفاق مال کے اس سچے وعدے کے بعد رزاق ذو القوۃ المتین، اموال و ارزاق کا حقیقی معطی، بے حساب رزق دینے والا۔ قادر و توانا — اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے:-

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا

يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُمْ ۝ (پ۲۶ ع ۸)

"خبردار! تم وہ لوگ ہو۔ کہ تم کو (تمہارے ہی فائدے کے لئے) خرچ کرنے کو بلایا جاتا ہے۔ پس بعض تم میں سے ایسے ہیں کہ بخل کرتے ہیں، اور جو بخل کرتا ہے، درحقیقت اپنی جان سے بخل کرتا ہے، اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم (اس کے در کے) محتاج ہو، اور اگر تم (اللہ کے حکمِ انفاق سے) پھر جاؤ گے۔ تو (اللہ) تمہارے سوا، اور لوگوں کو بدل لے گا۔ پھر وہ تمہاری طرح (ممسک) نہ ہوں گے"

بخیلوں کیلئے تخویف زکوٰۃ وغیرہ ادا کرکے گرتے معاشرے کو سنبھالا نہ دینا، دینی کمزوری کا علاج نہ کرنا، مرضاتِ ربّ پر اللہ کا دیا ہوا مال خرچ نہ کرنا — اتنا بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو اس قدر ناراض کرتا ہے۔ کہ وہ ایسے روگردان مالداروں کو مٹا کر مخیر اور معطی لوگوں، زکوٰۃ و خیرات بطیبِ خاطر دینے والوں کو لا بساتا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لاکھوں، اور کروڑوں پتی لوگ اگر قوم کے ناداروں، محتاجوں، معذوروں اور مسکینوں پر خرچ نہ کریں گے، تو یہ ذلیل و خوار ہو کر زندگی بسر کرینگے، اور ذلت میں ہی چل بسیں گے، اور اگر دینی ضرورتوں

پر خرچ نہ کریں گے۔ تو دین کو از حد نقصان پہنچے گا۔ پھر ایسے ممسک اور بخیل مالداروں کو اللہ مٹا نہ دے، تو اور کیا کرے۔

ممسک اور بخیل لوگوں کو اگر اللہ کی گرفت نہ آئے، تو اس ڈھیل پر انہیں غرّہ نہ چاہیئے، خوش نہ ہوں۔ انہیں بحیثیت مسلمان یہ یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ کی باتیں ضرور سچی ہیں۔ اللہ کا عذاب ان کی تاک میں ہے۔ اور اگر دنیاوی عذاب سے اللہ کے حِلم نے مہلت دے بھی دی۔ تو عذابِ آخرت تو ضرور ہو کر رہے گا۔

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کا بے پناہ ثواب

(۱) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ۳ ع۴)

"جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی (صدقہ کی) مثال اس دانہ کی طرح ہے۔ جس سے سات خوشے اُگیں۔ ہر ایک خوشہ میں سَو دانے ہوں۔ اور اللہ دو گنا کرتا ہے۔ جس کے لئے

چاہتا ہے۔ اور اللہ بڑی گنجائش والا۔ (ہر بات کو) جاننے والا ہے؛

ایک روپیہ کا لاکھوں روپیہ کے برابر ثواب

خیرات پر اللہ بے حد راضی ہوتا ہے، اور بہت زیادہ ثواب دیتا ہے، اوپر کی آیت پر غور کریں، کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کی، زکوٰۃ و صدقات دینے کی مثال یوں ہے۔ جیسے ایک دانہ زمین میں بو دیا۔ اس ایک دانہ سے سات خوشے نکلے، ہر ایک خوشے میں سو دانے ہیں۔ گویا ایک دانہ سے سات سو دانے ہوئے، آگے ارشاد ہوتا ہے۔ اللہ جس کے لئے چاہے دوگنا کرتا ہے۔ یعنے خلوص نیت سے خیرات کرنے والے کو چودہ سَو تک عطا کرتا ہے۔ ایک روپیہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے چودہ سَو روپیہ کا ثواب دیتا ہے۔ مزید ارشاد ہوتا ہے، اور اللہ فراخی والا، علم والا ہے۔ یعنی چودہ سَو تک ہی ثواب محدود نہیں ہوگا۔ بلکہ خیرات کرنے والے کی نیت پر منحصر ہے۔ جتنا خلوص زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی ثواب بڑھتا جائے گا — وَاللّٰهُ وَاسِعٌ۔ اور اللہ فراخی والا ہے۔ یعنی چودہ سَو تک ہی نہیں رہنے دیتا۔ اس سے بڑھ چڑھ کر ثواب دے گا — عَلِيمٌ — علم والا ہے۔ خیرات کرنے

والے کی نیت سے واقف ہے۔ جتنا گڑ زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی میٹھا بڑھے گا۔ خیرات کرنے والے کی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک روپیہ راہِ خدا میں خرچ کرنے پر لاکھوں روپیہ کے خرچ کرنے کے برابر ثواب مل جائے، اللہ کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ وہ دل کو، خلوص نیت کو جان کر ثواب دیتا ہے۔ بے حساب ثواب دیتا ہے، اس کے اجر کی وسعت حدود نا آشنا ہے۔

صدقات کا اجر احسان نہ جتانے پر ملے گا

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًى ۝ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ (پ۳ ع ۴)

"جو لوگ اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر خرچ کرنے کے بعد (کسی طرح کا) احسان نہیں جتاتے، اور نہ (لینے والے کو کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں۔ تو اُن کو اُن کے (دیئے کا) ثواب ملے گا، ان کے رب کے ہاں۔ اور نہ ان پر خوف ہوگا۔

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔نرمی سے جواب دینا اور (سائل کے اصرار سے) در گذر کرنا اُس صدقہ سے بہتر ہے ۔جس کے (دینے) پیچھے (سائل کو کسی طرح کی) ایذا ہو ۔ اور اللہ بے نیاز بردبار ہے "

راہِ خدا میں دے کر کبھی احسان نہ جتائیں

کسی شخص کو اللہ کی رضا کے لئے دے کر پھر اس کو جتانا ۔ در اصل اس کو ایذا پہنچانا ہے، اگر احسان جتا کر ایذا پہنچائی گئی ۔ تو سب نیکی برباد اور رائیگاں جائے گی ۔ایسے مال کا کچھ ثواب نہ ملے گا. خواہ ایک روپیہ ہو۔ یا ایک ہزار ہو۔

مثلاً اگر کسی شخص کی پرورش کی ہو۔ اس کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر برسوں کھانا کھلایا ہو۔ پھر اگر کبھی وقت غصّہ یا ناراضگی میں اس کو یہ کہہ دیا ۔ کہ تم بھی میرے سامنے بات کر سکتے ہو۔ میرے دسترخوان پر پلے ہوئے ہو۔ برسوں میری روٹیاں کھائی ہیں ۔ بس اس احسان جتانے سے برسوں کی نیکی ضائع ہو جائے گی ۔ پھر چاہیئے ۔کہ جس کے ساتھ مالی نیکی کی ہو ۔ اس نیکی کو بھول جائیں ۔کبھی نہ جتائیں ۔ اگر وہ شخص جس کے ساتھ نیکی کی ہے، احسان فراموش ہو جائے اور کبھی عداوت پر بھی اُتر آئے ۔ تو مقابلہ میں مناسب

کا اعادہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اس مالی احسان کو ہرگز نہ جتانا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ یہی چاہتا ہے۔ اور اسی سے کردار بنتا ہے۔

صدقات وخیرات کا ابطال

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ ۳ ع ۴)

"تم لوگ اپنے صدقات (زکوٰۃ وخیرات) کو احسان جتانے اور ایذا پہنچانے سے باطل نہ کرلو۔ اس شخص کی مانند جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور اللہ، اور روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتا۔ تو اس کی (خیرات کی) مثال اس چٹان کی سی ہے۔ کہ اس پر (تھوڑی سی) مٹی (پڑی) ہے پھر اس پر زور کا مینہ برسا اور اس کو سپاٹ کر (کے بہا) لے گیا۔ (اسی طرح) ریاکاروں کو اس

(خیرات) میں سے جو انہوں نے کی تھی، کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا۔ اور اللہ ان لوگوں کو جو (نعمت کی) ناشکری کرتے ہیں۔ ہدایت نہیں دیتا۔"

احسان جتا کر ایذا دینے والا دولتمند

اگر کوئی شخص اللہ کی رضا کے لئے مال خرچ کرے۔ پھر اگر وہ کسی وقت اس پر ناراض ہو۔ تو اس کو خلوت یا جلوت میں احسان جتائے، یا لوگوں کے سامنے اپنی مالی نیکی کا اظہار کر کے اس کی سبکی اور تحقیر کرے۔ تو یہ مختال و فخور، ریاکار ایذا رساں نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوگا، کہ اللہ نے مذکورہ آیت میں صاف فرما دیا ہے۔ کہ اپنے صدقات یعنی مالی نیکیوں کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر باطل نہ کر لو۔

ریاکار کی سِل صاف

اس احسان جتانے، اور ایذا پہنچانے والے کی مثال اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ ریاکاری کے اعمال اس طرح برباد ہوں گے۔ جس طرح ایک پتھر کی سل یا چٹان ہو۔ اس پر تھوڑی سی مٹی ڈال کر بیج بوئیں، پھر اس پر زور کا مینہ پڑے۔ تو سل کی مٹی اور بیج سب کو بارش بہالے جائے گی۔ اور سل صاف رہ جائے گی، ایسے ہی ریاکاروں

کے اعمال کی بدل قیامت کو صاف ہو گی۔ اُن کو ان کی ریاکارانہ خیرات کا خاک بھی فائدہ نہ ہوگا۔ احسان جتانے اور ایذا پہنچانے کے باعث صدقات میں سے کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا۔

ریائی صدقہ و خیرات

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ تَصَدَّقَ یُرَآءِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ ۔ (مسند احمد)

"جس نے دکھانے کے لئے صدقہ کیا۔ اس نے شرک کیا"

یعنی اللہ کی راہ میں کسی مد میں مال خرچ کیا۔ دکھانے سنانے، اور ناموری کے لئے۔ تو اس نے گویا شرک کیا۔ معلوم ہوا — دکھانے، سنانے، جتانے، سنانے والے ریاکار، دولت مند — شرک کرنے کے برابر گنہگار ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے شرک سے ڈرتا ہوں — کہ میری امت سورج، چاند، پتھر، اور بتوں کو نہیں پوجے گی۔ وَلٰکِنْ یُّرَآءُوْنَ بِاَعْمَالِہِمْ۔ لیکن اپنے عملوں میں ریاکاری کرے گی۔ (مسند احمد)

تو مال خرچ کرتے وقت بڑے تنگ سے ——

خلوص، اور ریاکاری سے بال بال بچنے کی ضرورت ہے۔ دیکھئے
جس طرح مال خرچ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جزا پر زور دیا ہے
اور خود کو خرچ کرنے والے کا مقروض بتایا اور اس کے
بے حد ثواب اور اجر سنایا ہے۔ اسی طرح انفاق فی سبیل
اللہ کے متعلق پرہیزیں بھی بتائی ہیں۔ تاکہ ریاکاری کی آتش
کشتِ خیرات کو خاکستر نہ بنا دے۔

اللہ کی رضاجوئی کے لیے خرچ کرنے کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ
اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ
يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ٥ (پ ۳ ع ۴)

"اور جو لوگ اللہ کی رضاجوئی کے ... اپنی

لہ رسولِ خدا نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی عرش
کے سایہ میں جگہ دے گا جس نے اس قدر چھپا کر خیرات کی کہ اس کے بائیں ہاتھ
کو معلوم نہ ہوا کہ دائیں ہاتھ سے کیا دیا۔ (مشکوٰۃ)

مطلب نہایت پوشیدہ طور پر خرچ کرنے سے ہے کہ ریا کا خطرہ نہ رہے۔

نیت (خلوص پر) ثابت رکھ کر اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچے (بلندی) پر (واقع) ہے۔ اس پر زور کا مینہہ پڑا تو وہ دو چند پھل لایا۔ اور اگر اس پر زور کا مینہہ نہ (بھی) پڑا تو (اس کو) شبنم کافی ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے "

اللہ کی رضا جوئی پر مبنی خیرات

اللہ کی خوشی اور رضاجوئی کے لئے جو خیرات بھی کی جائے، وہ ضرور بابرکت اور پھل لانے والی ہوتی ہے۔ خیرات کے مؤثر اور بار آور ہونے کے لئے ـــ اس کے بے پناہ ثواب حاصل کرنے کے لئے دل کی تثبیت لازمی ہے یعنی دل خلوص پر ثابت رہے۔ کسی قسم کی شہرت طلبی یا ریا و نمود کا اس میں دخل نہ ہو۔ ایسی تثبیت نفس، اور اللہ کی رضا جوئی پر مبنی خیرات کے ثواب کی کہکشاں گیریاں کون شمار کر سکتا ہے؟

ہاں! اگر خلوص دل سے کی گئی خیرات پر لوگوں میں مخیر کی شہرت اور نیک نامی پھیل جائے تو یہ مبارک ہے اور عاجل بشریٰ ہے۔ قیامت کے روز حاصل ہونے والی خوشخبری اسے دنیا میں ہی مل رہی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

صدقات، خیرات، وعظ، نصیحت، خطبہ، تقریر، اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر نیک نامی، چرچے، عزت، اور مرتبہ حاصل ہو۔ تو یہ باعث برکت اور نیک فال ہے۔ من جانب اللہ بشارت ہے۔ ہاں دل پر خلوص اور تثبیت کا سکّہ جما رہے۔

ریا و نمود کی آتش کی ایک اور مثال

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ [illegible]

"کیا تم میں سے کوئی بھی اس بات کو پسند کرے گا کہ کھجوروں اور انگوروں کا اس کا ایک باغ ہو جس کے تلے نہریں بہ رہی ہوں، ہر طرح کے پھل اس کو وہاں میسر ہوں، اور بڑھاپے نے اس کو آ پکڑا ہو اور اس کے (چھوٹے چھوٹے) ناتواں بچے ہوں، اب اس باغ پر چلا ایک بگولہ جس میں آگ (بھری)

تھی۔ تو باغ جل بھن کر رہ گیا۔ اسی طرح اللہ (اپنے) احکام کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم فکر کرو۔"

باغ جل بھن کر راکھ ہو گیا!!

ایک شخص جوانی میں محنت کر کر باغ لگائے، اور بڑھاپے کے وقت تک عرق ریزی کرتا رہے اور باغ تیار ہو جائے، ایسا تیار ہو کہ دنیا جہان کے پھل اس میں موجود ہوں، سرسبز و شاداب لہلہا رہا ہو۔ باغبان کے اس بڑھاپے کے وقت، اس کے بچے بالکل چھوٹے، کمزور اور ناتوان ہوں۔ کہ پچھلی عمر کی اولاد ہے۔ بوڑھا باغبان خوش ہے کہ اب یہ شاداب اور پھلوں سے لدا پھندا باغ میرے بچوں کے خوب کام آئے گا۔ اتنے میں آگ سے بھری ہوئی آندھی اچانک آئی۔ جس سے سارا باغ جل کر راکھ ہو گیا۔ باغبان اور اس کے بچے ہاتھ ملتے رہ گئے۔

یہی حال ہو گا ان صدقات وخیرات کا، جو ریا ونمود کے لئے دیئے گئے ہوں گے۔ دکھاوے، شہرت اور واہ واہ کی خاطر بخشے گئے ہوں گے، یا بخشش کے بعد طعنے مارے ہوں گے، احسان جتا کر ایذا دی ہو گی۔ رسوا کیا ہو گا۔ قیامت کے روز ان تمام صدقات وخیرات کا باغ جل بھن کر راکھ

ہو گیا۔ زکوٰۃ و خیرات کا کچھ بھی ثواب نہ ملے !

بار آور خیرات

چونکہ مالِ حلال بڑی مشکل سے کمایا جاتا ہے اور پھر اس کو راہِ خدا میں دینا اور مشکل ہے۔ یعنی بڑے حوصلے کا کام ہے۔ جب اتنی مشکلوں پر اللہ کی توفیق سے قابو پاکر اللہ کی راہ میں دیا جائے۔ تو بڑی احتیاط سے دینا چاہیئے۔ نیت میں کسی قسم کا فتور نہ آئے۔ دیتے وقت صرف اللہ کی ہی رضا کے لئے دیں، اور اللہ ہی کو دیں۔ تاکہ محشر کے روز اللہ سے لینے والے بنیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اسی لئے کئی بار ارشاد فرمایا ہے۔ کہ خیرات کو نمود و ریا، اور دکھاوے سے بچاؤ، اور اس کے علاوہ دے کر احسان نہ جتاؤ، اور ایذا نہ پہنچاؤ۔ تاکہ یہ خیرات بار آور ہو۔

زکوٰۃ وخیرات مالِ حلال سے دیں

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (پ۳ ع ۵)

"مسلمانو! اپنی کمائی میں سے پاک چیزیں اور وہ چیزیں جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے اگائی ہیں۔ وہ دیا کرو۔ اور ایسی بُری چیز دینے کا تو ارادہ بھی نہ کرنا۔ کہ جس کو تم خود بھی بغیر چشم پوشی کے نہیں لے سکتے۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ بے پناہ خوبیوں والا ہے"

مال حلال کمائیں

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے مالِ حلال کمانا چاہیئے۔ تاکہ اس کے کھانے اور پینے، اور پہننے سے دنیا اور آخرت کی زندگی میں فلاح حاصل ہو، ناجائز ذرائع سے حاصل کیا ہوا مال دنیا اور دین کے لئے موجب خسران ہے۔ کہ اس سے اعمالِ خیر کی توفیق ہی نہیں ملتی - اور اگر کچھ کیا بھی جائے، تو قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچتا۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مالِ حرام سے اُگا ہوا گوشت آگ کے لائق ہے۔ یعنی جس جسم نے مالِ حرام سے پرورش پائی۔ وہ جسم دوزخ میں جائے گا۔

حرام مال سے زکوٰۃ و صدقات قبول نہیں ہوتے

جب مالِ حرام سے

کھانا، پینا، اور پہننا حرام ٹھہرا۔ تو ایسے مال کو راہ خدا میں دینا، یا اس کی زکوٰۃ دینا — کس طرح روا ہو سکتا ہے — اللہ تعالیٰ مالِ حرام سے خیرات قبول نہیں کرتا۔ اسی لئے مذکورہ آیت میں فرما دیا۔ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ۔ کہ اپنی کمائی سے پاک چیزیں دو۔ پاک چیزوں سے مراد حلال اور جائز ذرائع سے کمائی ہوئی چیزیں یا مال ہے۔ یعنی خدا کے نام پر وہ چیزیں دو، وہ مال خرچ کرو جو صوری، اور معنوی طور پر پاک، عمدہ اور حلال ذرائع سے حاصل ہو۔

پس ارادے، اور نیت یا ظلم سے لیا ہوا سود، رشوت کا، یا کسی کا مارا ہوا مال، دھوکے فریب اور حرام پیشے کی کمائی، اور ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ دولت سے زکوٰۃ صدقات، اور خیرات اللہ قبول نہیں کرتا۔

بُری چیزیں دینے کا قصد نہ کرو

جو چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں اناج، میوے وغیرہ۔ ان میں سے بھی راہ خدا میں دو۔ لیکن جو چیزیں بھی دو، ان میں سے بُری چیز کے دینے کا قصد بھی نہ کرو۔ کہ جس کو تم خود بھی خوشی سے نہیں لیتے۔ یا لینے سے اغماض برتتے ہو۔ وہ اللہ کے نام پر نہ دو اور اللہ تو بے پروا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معیّت کی نشانیاں

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ (پ۶ ع ۷)

اور اللہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم (درست طور پر) نمازیں پڑھتے، اور زکوٰۃ دیتے، اور ہمارے پیغمبروں پر ایمان لاتے، اور ان کی مدد کرتے، اور خوش دلی سے اللہ کو قرض دیتے رہو گے، تو ہم ضرور ضرور تمہارے گناہ دور کر دیں گے۔ اور ضرور ضرور تم کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے تلے نہریں جاری ہوں گی۔ اس کے بعد پھر جس کسی نے تم میں سے کفر کیا۔ تو وہ سیدھے رستے سے گمراہ ہوا۔

میں تمہارے ساتھ ہوں

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا اصول اور قانون بتایا ہے کہ

جس پر عمل پیرا ہونے سے اللہ کا ساتھ اور اُس کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ پھر جس فرد یا قوم کو اللہ کی معیّت حاصل ہو جائے۔ اس کی دنیا اور دین دونوں بن گئے، سنور گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

اِنِّیْ مَعَکُمْ

"میں تمہارے ساتھ ہوں"

لیکن

بشرطیکہ

(۱) تم نماز قائم رکھو گے (سب کے سب سنت کے مطابق نمازیں پڑھو گے)۔

(۲) زکوٰۃ دیتے رہو گے! (کوئی صاحبِ نصاب بغیر زکوٰۃ دیئے نہ رہے گا)۔

(۳) ہمارے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے! (کہ سب پیغمبر اللہ کی طرف سے برحق ہیں)

(۴) ہمارے پیغمبروں کی (دین کے سلسلہ میں) مدد کرتے

ل پیغمبر کی زندگی میں جان، مال، اولاد سے پیغمبر کے مشن کی تکمیل کے لئے مدد کرنی چاہیئے اور پیغمبر کی وفات کے بعد جو لوگ ہوں ان کو اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی شریعت تن من دھن سے کرنی چاہیئے۔ شرک اور بدعات کو مٹانا چاہیئے اور کتاب و سنت کی تبلیغ اور اشاعت پر کمر باندھنی چاہیئے۔ آیات و احادیث کے انوار سے ملک کو بقعہ نور بنانا چاہیئے۔ یہ ہے اپنے پیغمبر کی مدد کرنا جو خدا کا حکم ہے۔

رہو گے۔

(۵) خوش دلی سے اللہ کو قرض دو گے! رہیں و نہار اس کی راہ میں خیرات کرتے رہو گے۔

جب ان امور پر تا زیست عمل ہوا۔ تو وہ تمہارے گناہ معاف کر کے تمہیں آخرت میں نجات دیں گے۔ بہشتوں میں داخل کریں گے۔ اور اگر تم نے دنیا کی زندگی میں ان باتوں کو نہ اپنایا۔ یعنی انحراف کیا۔ تو ہماری معیت اور ساتھ تم کو حاصل نہ ہو سکے گا۔ جب اللہ نے تم کو چھوڑ دیا۔ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ بھٹک جاؤ گے۔ پھر دنیا کی ذلت، اور آخرت کا خسارہ مقدر تمہارا!

اسلام اجتماعی اور قومی زندگی کی تعلیم دیتا ہے

اسلام کے رُو سے ہر فرد کو اجتماعی اور قومی زندگی گزارنی چاہیئے۔ اس اجتماعی نظام کو قائم کرنے اور چلانے کے لئے حکومت کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی مذکورہ باتوں پر حکومت پاکستان اجتماعی طور پر عمل کرائے۔ جس کی صورت یہ ہے۔ کہ ایک قانون پاس کیا جائے۔ کہ تمام قوم اللہ کے حکم کے مطابق نماز قائم کرے۔ کوئی بالغ مرد یا عورت حکومت کا ملازم ہو، یا عوام میں سے ہو — جو

ایک وقت بھی بلا عذر نماز ترک کرے گا، اس کو دس بید کی سزا دی جائے گی!

جب دس سال کے بچے نماز نہ پڑھیں۔ تو حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و سلم مشکوٰۃ میں ان کے متعلق وَاضْرِبُوْهُمْ کا حکم دیتے ہیں۔ یعنی "مارو ان کو۔ سزا دو ان کو" تو حکومت کیوں نہ اس فریضہ کے ترک پر (کہ جس کے ترک سے اللہ اپنا ساتھ بندے سے توڑ دیتا ہے) تارک کو سزا دے۔ اس طرح اجتماعی طور پر تمام قوم نماز قائم کرنے والی بن جائے گی، اور اللہ کی معیت پائے گی۔

جب تک حکومت ترکِ نماز پر کوئی سزا تجویز نہیں کرتی۔ اس وقت تک ہر بالغ مسلمان کو خدا کے خوف سے ضرور ضرور نماز پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ اللہ کی معیت اور معونت اس کو حاصل رہے۔

پھر حکومت ایک بیت المال قائم کرے۔ سب قسم کے ٹیکس کالعدم کرکے ساری قوم سے زکوٰۃ[1] جبراً وصول کرے، جو زکوٰۃ نہ دے۔ یا چھپائے۔ اس کے لئے پانچ سال قید

---

[1] زکوٰۃ وصول کرنے والی حکومت شرعی سزائیں نافذ کرنے اور شراب سود، جوا، اور فحاشی کالعدم کرنے والی ہونی چاہیئے۔

بامشقت کی سزا تجویز کرے۔ پھر اس زکوٰۃ کو قرآن کے بیان کردہ آٹھ مصرفوں پر خرچ کرے۔ اس طرح ساری قوم اجتماعی طور پر زکوٰۃ دینے والی ہو جائے گی۔ اور اللہ اس کا ساتھ دے گا۔

ملاحظہ:۔ جو حکومت اسلامی بیت المال قائم کرے۔ اُسے ضرور شرعی حدیں نافذ کرنا ہوں گی۔ یعنی زنا، شراب چوری، ڈاکہ، اغوا، اِغلام، رشوت، اور فحاشی کی شرعی سزائیں ملک میں جاری کرنی چاہئیں اور غیر شرعی قوانین منسوخ ــ ایسی اسلامی حکومت بیت المال قائم کرنے کا حق رکھتی ہے۔

جب تک حکومت شرعی حدیں ملک میں جاری نہیں کرتی۔ اور نہ بیت المال قائم کرتی ہے۔ اس وقت تک صاحبِ نصاب حضرات کو لازم ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ ہر سال قرآن کے بتائے ہوئے مصارف پر خرچ کرتے رہیں تاکہ اللہ کے ہاں سُرخرو ہوں! اور اللہ ان کا حامی اور ناصر رہے۔

مذکورہ آیت میں پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا بھی آیا ہے۔ جس سے مراد ان کے لگائے ہوئے شجرِ اسلام کی آبیاری کرنا ہے۔ مالِ زکوٰۃ اور دوسرے

مال سے اسلام کی خوب اشاعت کریں، اشراک و احداث کے استیصال، اور قرآن و حدیث کے پھیلانے اور چمکانے کے لئے مال خرچ کریں۔ جو غیر اسلامی باتیں، اور ہندوانہ رسوم اسلام میں آگھسی ہیں۔ ان کی نشاندہی کرکے نکال باہر پھینکا جائے۔ اور خالص اسلام کی تبلیغ کی جائے۔

آیت میں یہ جو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو خوش دلی سے قرض دو۔ مرد مومن۔ طالب مولا کے لئے یہ بھی ایک مژدۂ جانفزا ہے۔ روح کی غذا اور ایمان کی دوا ہے۔ جن خوش بختوں کو اللہ نے دے رکھا ہے۔ اموال و ارزاق کی کثرت ہے۔ انہیں شب و روز اللہ کو خوش کرنے کے لئے انفاق کی راہ پر گامزن رہنا چاہیئے۔ جس وقت، جس گھڑی، اور جس موقع پر اللہ دینے کا ارشاد فرمائے۔ یعنی مصرف سامنے آئے۔ خوش دلی سے دیں، اور خدا کا شکر کریں کہ انہیں یہ توفیق ملی ہے۔ صرف زکوٰۃ پر انفاق کو محدود نہ سمجھیں، بلکہ علاوہ زکوٰۃ کے بھی اللہ کی خوشنودی کے باغ میں خیرات کی شجر کاری کرتے رہیں۔ اعمال نامہ میں اللہ تعالےٰ کا کھاتہ برابر کھلا رہے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں ایسے لوگ۔ جن کے گلستانِ خیر میں انفاق کی صبا ہمیشہ چلتی ہے۔

اصُولِ تعاون یا امداد باہمی

انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔ یہ مل جُل کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اسے ایک دوسرے کی مدد و امداد کی ضرورت رہتی ہے، اور سب سے بڑی امداد اور تعاون مال کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ باقی امدادی صورتیں سب مال کے ماتحت ہیں۔ علم الاجتماع میں یہ اصولِ تعاون ہی سرِفہرست ہے۔

بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ جب جنین ہی ہوتا ہے۔ تو اُس وقت سے لے کر قبر میں داخل ہونے تک اسے مال کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے۔ خواہ سو سال کا ہو کر لحد میں پہنچے، ساری زندگی اُسے مال سے واسطہ رہتا ہے۔ کھانا، پینا، پہننا، بیماری، بیاہ شادی، موت، آفات، بلیّات، طوفان، زلزلے، سیلاب، حادثات، جنگیں، تعلیمی ضرورتیں، سفر — ان سب باتوں سے انسان دوچار ہوتا ہے۔ اور بغیر مال کے اس کا چھٹکارا نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے تعاون کا اصول بیان فرمایا ہے:-

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ

اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝ (پ۶ ع ۶)

"نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ اور اللہ (کے غضب سے) ڈرو۔ کہ اللہ کا عذاب (بہت) سخت ہے"!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں امداد باہمی کا حکم دیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں کی وضاحت فرمائی ہے۔

نیکی اور پرہیزگاری کے کام

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَةِ وَالۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ۙ وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَی الزَّکٰوةَ ۚ وَ الۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ۚ وَالصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ۝ (پ۲ ع ۶)

(مسلمانو!) نیکی (صرف) یہ نہیں۔ کہ (نماز میں) اپنا منہ مشرق کی طرف کر لو، یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ (پوری) نیکی اُن کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت، اور فرشتوں، اور کتاب، اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور مال (عزیز) اللہ کی محبت میں رشتہ داروں، اور یتیموں، اور محتاجوں، اور مسافروں، اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور (غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی) گردنیں چھڑانے میں دیا، اور قائم کی نماز، اور زکوٰۃ دی، اور جب (کسی بات کا) اقرار کر لیا، تو اپنے قول کے پورے اترے، اور تنگی میں، اور تکلیف میں، اور ہلا چلی کے وقت ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ ہیں جو (اسلام میں) سچے نکلے۔ اور یہی لوگ ہیں پرہیزگار۔

برّ و تقویٰ کے کاموں کی وضاحت

برّ و تقویٰ کے ان کاموں پر نظر ڈالیں۔ اور غور کریں۔ کہ جب تک یہ صفات اپنائی نہ جائینگی اسلام کامل نصیب نہ ہوگا۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا! (عقیدہ توحید کے ساتھ، اور ویسے تو سب مشرکینِ مکہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے)۔

(۲) روز آخرت پر ایمان لانا! (آخرت پر ایمان نہ ہو یا شک ہو۔ تو آدمی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے)۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔

(۴) کتاب یعنی قرآن مجید پر ایمان لانا۔

(۵) سب پیغمبروں پر ایمان لانا۔ (کہ وہ اللہ کی طرف سے آئے تھے۔ سچے اور برحق تھے)۔

(۶) مال کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنا۔

(۷) یتیموں پر خرچ کرنا۔

(۸) محتاجوں پر خرچ کرنا۔

(۹) مسافروں پر خرچ کرنا۔

(۱۰) سائلوں کو دینا۔ (پیشہ ور سائل مراد نہیں ہیں)۔

(۱۱) لوگوں کو قید غلامی سے چھڑانا۔

(۱۲) نماز قائم کرنا۔

(۱۳) زکوٰۃ دینا۔

(۱۴) قول و اقرار، یا عہد کرکے اس کو پورا کرنا۔

(۱۵) تکلیفوں، مصیبتوں، پریشانیوں، بیماریوں، اور لڑائیوں میں ہمت نہ ہارنا۔ اور ثابت قدم رہنا۔

بر و تقویٰ کے ان کاموں میں، امداد باہمی یا تعاون ازحد

ضروری ہے۔ تاکہ سارا معاشرہ نیک اور پرہیزگار بن جائے۔

اللہ پر ایمان کفار مکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے اسے خالق، مالک، رازق، آسمانوں اور زمین — کل کائنات کا پیدا کرنے والا مانتے تھے۔ لیکن ان کے ایمان کو قرآن نے کھوٹا سکہ قرار دیا۔ اور توحیدی ایمان کی دعوت دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے جس طرح اللہ کی پہچان کرائی۔ اور توحید کا درس دیا وہ ایمان باللہ اسلام میں مقبول ہے۔ تمام صحابہؓ نے بھی اپنے سابقہ ایمان باللہ میں تبدیلی کی۔ اور موحد مومن ہو گئے۔ آج کل ضرورت ہے اس بات کی کہ مسلمان بھائیوں میں توحیدی ایمان کی اشاعت کی جائے۔ بڑی محبت اور خیرخواہی سے اللہ کی ذات کو بلا شرکتِ غیرے منوایا جائے خواہ اس پر کتنا خرچ آئے، اور بدن کی انرجی (ENERGY) ختم ہو۔

روزِ آخرت پر ایمان قرآن مجید نے روزِ آخرت کے منوانے پر زور دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ آخرت کے دن زندگی کا حساب چکانا ہے تو آخرت پر ایمان لانے والا حساب کی تیاری کرے گا۔ جس طرح طالب علم یونیورسٹی میں امتحان کے لیئے داخلہ بھیجتا

ہے۔ اور پھر امتحان کی خوب تیاری کرتا ہے۔ سارا ...
شب و روز محنت کرکے ختم کرتا ہے۔ اور جنہوں نے داخلہ
نہیں بھیجا ہوتا۔ ان کا امتحان نہیں ہوتا۔ وہ جانتے ہی نہیں
کہ کتابیں کون کون سی ہیں۔ ایسے ہی آخرت پر ایمان لانے
والے یوم الحساب کی تیاری کرتے ہیں۔ قرآن، اور حدیث
کے کورس کو پڑھتے، اور اس پر خوب خوب عمل کرتے ہیں۔
کہ ان کا حساب ہونا ہے۔ اور جن کا آخرت پر ایمان نہیں۔
یا کمزور، اور مشکوک ہے۔ وہ نہ کورس کو جانتے ہیں، اور
نہ عمل کرتے ہیں۔

تو ضرورت ہے اس امر کی، کہ ہر طرح مسلمانوں کو روزِ
آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی جائے۔ جب اُن کا
آخرت پر ایمان پختہ ہوگا۔ تو وہ امتحان کی تیاری بھی کریں
گے۔ ان کی زندگی میں ایک انقلاب آجائے گا۔ اور وہ
اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔۔ کے راستے پر گامزن
ہو جائیں گے۔

فرشتوں اور دوسری غیر مرئی چیزوں پر ایمان

فرشتوں کی ہستی کو ماننا
بھی ایمانیات میں داخل ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ
نظر آئیں تو مانیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ کہ انہیں

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے حکم سے ماننا ہے۔ جنت، دوزخ، حور، قصور، بہشت کی نہریں، کوثر، سلسبیل، دودھ کی نہریں، پانی کی نہریں، شہد کی نہریں، خمر کی نہریں، ثمراتِ جنت، نعمتیں، کراماً کاتبین، غلمان، جنات، مشروبِ زنجبیل، مشروبِ کافور، وغیرہ — ان تمام چیزوں کو بن دیکھے صرف اللہ کے کہنے پر ماننا چاہیئے۔

قرآن مجید پر ایمان

قرآن مجید کو منجانب اللہ ماننا اور اس میں کسی قسم کا شک نہ کرنا، مسلم ہونے کی شرط ہے۔ ماننے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس کی ۶۶۶۶- آیات میں سے کسی ایک آیت، یا آیت کے کسی حصہ پر بھی شک نہ کرے۔ ترجمہ سنایا جائے۔ تو ہزار جان سے اس پر ایمان لائے۔ اپنے ہر طرح کے پرانے عقیدوں، خیالوں، نظریوں، رسموں، رواجوں کو قرآن کے ارشاد کے مقابلہ میں چھوڑ دے۔ اور عملی زندگی سے قرآن کی راہوں کو آباد کرے۔

اِس دور میں قرآنی تعلیم و احکام، اور عقیدوں اور نظریوں کو مسلمانوں میں خوب پھیلانا چاہیئے۔ برّ و تقویٰ کے اس کام کو تن من دھن سے سرانجام دینا چاہیئے۔

جتنے پیغمبروں کا پتہ قرآن سے چلتا ہے، ان کو اللہ

کے سچے رسول ماننا چاہیئے۔ کسی ایک کی نبوت کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ نبوت، اور رسالت من جانب اللہ ملتی ہے۔ ہاں عمل کے لیئے ہم صرف شریعتِ محمدیہ کے پابند ہیں، پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

اللہ کی محبت میں مال خرچ کرنا

وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ۔ "اور اللہ کی محبت میں مال کو خرچ کرنا"

چونکہ انسان کو مال سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ اسے خرچ کرنا بڑا جان جوکھوں کا کام ہے۔ اس لیئے اللہ تعالےٰ نے مال کی محبت کے مقابلہ میں عَلٰی حُبِّہٖ۔ یعنی اپنی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ مال کو میری محبت میں خرچ کرو، جب مالدار کے سامنے دو محبتیں آئیں گی۔ مال کی محبت، اور اللہ کی

لہ ایک حد تک مال سے جائز محبت ہونی بھی چاہیئے کیونکہ مالِ حلال بڑی قیمتی چیز ہے، اسے بڑی حفاظت سے رکھنا چاہیئے اور اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے قرآن نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کے بھائی کہا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ قیامت کے روز مال بارے متعلق پوچھا جائیگا کہ تونے کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا، تو کسبِ مال اور صرفِ مال اللہ کی مرضی کے مطابق چاہیئے، جب مال اللہ مانگے تو اس کی محبت میں اس کی راہ میں قربان کردے۔ زکوٰۃ و خیرات میں صرف کردے۔

محبّت — تو مال دار کے جسم و جان ہیں اگر ایمان اور اسلام رچا ہُوا ہے۔ تو وہ اللہ کی محبت کے مقابلہ میں مال کی محبت کو گردِ راہ سمجھے گا۔ اور اللہ کے نام پر مال کو قربان کر دے گا۔ اور اگر اللہ کی محبت پر مال کی محبت غالب آگئی۔ اور اللہ کے حکم پر اس نے مال کو خرچ نہ کیا۔ تو وہ بڑا بُت اور صنم ہوگا۔ اور مال دار اس کا پجاری۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:-

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پ۲ ع ۴)

" اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے شریک۔ (اس طرح کہ) محبت کرتے ہیں اُن سے جیسا کہ محبت اللہ کی۔ اور مومن زیادہ ہیں محبت میں واسطے اللہ کے "

اللہ سے بڑھ کر مال سے محبت کرنا

اس آیت سے پتہ چلا کہ کسی غیر اللہ کے ساتھ اللہ جیسی محبت کرنی اس کو اللہ کا شریک بنانا ہے۔ تو اللہ پر صحیح ایمان لانے کا مطلب یہ ہوا۔ کہ کسی غیراللہ کے ساتھ اللہ کے برابر، اللہ جتنی، اللہ

جیسی محبت نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ یہ اللہ کی برابری شرک ہے۔ پھر جو شخص اللہ کی محبت میں مال خرچ نہیں کرتا اس کا حکم مان کر زکوٰۃ نہیں دیتا تو گویا وہ مال کے ساتھ اللہ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ غور کریں۔ کہ اللہ کی محبت کی مانند مال سے محبت کرنا، "مال کو اللہ کا ندّ یعنی شریک بنانا ٹھیرا۔ تو جو اللہ سے بڑھ کر مال وغیرہ سے محبت کرتا ہے۔ سمجھ لیجئے۔ کہ وہ کون ہے؟ اس کا اللہ سے کیا تعلق واسطہ ہے؟ اسلام سے اس کا کیا رشتہ ہے؟ اور قرآن پر کیا ایمان ہے؟

مومن اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ہوتے ہیں

مومن کی شناخت تو مذکورہ آیت میں یہ بتائی گئی ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۔ مومن اللہ کی محبت میں اَشَدُّ ہیں۔ بڑے سخت ہیں۔ اللہ کی محبت غالب رکھتے ہیں اور غیر اللہ کی محبتیں اللہ کی محبت کے سامنے گردِ راہ جانتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جب محبوبِ حقیقی، معبودِ برحق، اپنے غلام کو کوئی حکم دے۔ اس کی جان کے متعلق، یا اس کی اولاد کے متعلق، یا رشتہ داروں کے متعلق، یا مال، اور جائیداد کے متعلق — تو غلام ان چیزوں کو اس کے

حکم پر قربان کرنے میں ذرا دریغ نہ کرے۔ بغیر تأمل اور تساہل کے اس کے حضور پیش کر دے۔ اور اس طرح ان سب چیزوں کی محبت پر اللہ کی محبت کے غلبے کا ثبوت دے کر وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کے زمرہ میں داخل ہو جائے۔

پیارے بیٹے کے حلق پر چھری

حضرت ابراہیم علیہ السلام بے شک مردِ مومن تھے۔ کہ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ تھے۔ اللہ نے ان کے حقیقی بیٹے کی قربانی مانگی۔ تو انہوں نے پیارے بیٹے کے حلق پر چھری رکھ دی، اور شاہ رگ کاٹنے، اور خون بہانے کی نیت سے ذبح کرنے لگے۔ چھری پھیر رہے ہیں، چھری پھیر رہے ہیں۔ چھری پھیر رہے ہیں — اللہ اکبر! کتنی غالب ہے اللہ کی محبت! کیسی سرشاری ہے — اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کے جام کی! کتنا لبریز ہے پیمانۂ الا اللہ — کہ بڑھاپے میں ملے ہوئے پیارے، لاڈلے، خورشید خد، غیرتِ سروِ چمن، اکلوتے نونہال کے خون سے نہالِ محبت کی آبیاری کرتے ہیں۔ اور ہم ہیں۔ کہ اللہ کی محبت میں اس کے حکم پر مال دینے سے گریز کرتے ہیں — بیاسی بار اس نے پکارا ہے۔ اٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ

دو۔ لیکن کروڑوں روپے کے مالک مال کی محبت میں اللہ کی آواز سنتے ہی نہیں۔ حالانکہ وہ ساری کی ساری دولت نہیں چاہتا۔ مال کا صرف چالیسواں حصہ اپنی راہ میں خرچ کراتا ہے۔ کہ ہم اپنے ہی ماں، باپ، بہنوں، بھائیوں، رشتہ داروں، قریبیوں، ہمسایوں، دوستوں، اپنوں، بیگانوں، اور محتاج انسانوں، کی مالی ضروریات کو پورا کریں، دین کی تعمیر و ترقی اور استحکام پر لگائیں۔ اور دنیا اور دین کی عزت اور سرخروئی حاصل کریں۔

اللہ کے حکم پر ہر چیز قربان کردینی چاہیئے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ہ (پ ع ۹)

"کہہ (اے پیغمبر): اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری جوروئیں، اور تمہاری برادری، اور مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تجارت

جن کے مندا ہونے سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں
جو تم پسند کرتے ہو (یہ سب چیزیں) عزیز ہیں
تمہیں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے، اور اس
کی راہ میں جہاد کرنے سے تو راہ دیکھو جب تک
بھیجے اللہ حکم اپنا (عذاب کا) اور اللہ راہ نہیں
دکھاتا نافرمان لوگوں کو۔"

آٹھ پیاری چیزیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی آٹھ پیاری سے پیاری چیزوں کو گنایا ہے۔ جو یہ ہیں:۔

۱۔ باپ، ۲۔ بیٹے، ۳۔ بھائی، ۴۔ جوروئیں،
۵۔ برادری، ۶۔ مال، ۷۔ تجارت، ۸۔ حویلیاں،

(۱) باپ:۔ بڑی ہستی ہے۔ اس کی خوشی میں خدا کی خوشی اور اس کی ناراضگی میں خدا کی ناراضگی پنہاں ہے۔ اس کے آگے "اُف" کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

(۲) بیٹے:۔ والدین کو از حد پیارے ہوتے ہیں، اولاد کی محبت میں آدمی اپنی جان اور مال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ پیغمبروں تک نے یہ چیز بڑھاپے میں اللہ سے مانگی ہے۔

(۳) بھائی:۔ یہ بازو ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے اللہ سے دعا کی تھی۔ کہ اے اللہ! فرعون کی تبلیغ کے لئے میرے بھائی ہارون کے ساتھ میری قوت مضبوط کر دے۔ اور اس کو میرے کام (تبلیغ) میں میرا شریک کر۔ بھائی خون کا رشتہ ہوتے ہیں۔ جانثار ہوتے ہیں۔

(۴) **جوروئیں**:۔ اِن کی الفت، محبت، مردوں کو خوب معلوم ہے، ان ہی سے سلسلۂ اولاد چلتا ہے اور گھر کی ساری رونق، اور آبادی ان ہی کے دم سے ہے۔ ان کے بغیر خانہ خراب ہے۔

(۵) **برادری**:۔ انسانی معاشرے میں اس کا بڑا مقام ہے اپنی برادری اور قبیلہ ہر شخص کو بڑا پیارا ہوتا ہے، اور برادری بڑی طاقت بھی ہے۔

(۶) **مال**:۔ اس سے انسان کا دنیا میں قیام ہے۔ مال کی محبت مشہور ہے، اس کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ انسانی معیشت اسی سے چل رہی ہے۔ دنیا اور دین کے کام اسی سے سنورتے ہیں۔

(۷) **تجارت**:۔ تجارت اور سوداگری، اس سے مال حاصل ہوتا ہے۔ اگر تجارت نہ رہے۔ کوئی آمدن نہ ہو، اسی لئے تجارت کے مندا پڑنے سے آدمی گھبراتا اور ڈرتا ہے۔ بے روزگار آدمی کسی کام کا نہیں۔

(۸) **مساکن**:۔ حویلیاں، مربعے، زمینیں، کنوئیں،

کوٹھیاں، محل، بنگلے، یہ بھی بڑے پیارے ہیں۔ اور ان کی اہمیت معلوم ہے۔

عذابِ الٰہی کا انتظار کرو

ان آٹھوں چیزوں کو سامنے رکھیئے اور مقابلہ میں اللہ کی محبت، ارشاد ہوتا ہے۔ مسلمانو! سنو! ۔ اگر اللہ کا حکم، یا اس کے رسولؐ کا ارشاد آجائے کہ یہ آٹھوں چیزیں اللہ کے نام پر قربان کردو، اللہ کی راہ میں لگا دو! تو تم نے اگر ان چیزوں یعنے ۔ باپوں، بیٹوں، بھائیوں، جوروؤں، برادریوں، مالوں، تجارتوں، اور حویلیوں، بنگلوں وغیرہ، کو اللہ کی راہ میں پیش نہ کیا۔ ان چیزوں کو اللہ سے عزیز اور پیارا جانا۔ رسولِ رحمت کے حکم کے مطابق جہاد وغیرہ میں یہ چیزیں حاضر نہ کیں ۔ تو پھر فَتَرَبَّصُوْا ۔ عذابِ الٰہی کا انتظار کرو۔ حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۔ یہاں تک کہ اللہ عذاب کا حکم بھیج دے۔ اور تمہارا صفایا کردے۔

صحابہؓ حبّاً للّٰہ کی تصویریں تھیں

صحابہؓ کا یہ حال تھا۔ کہ انہوں نے امن کے زمانہ میں بھی ۔ اور جنگ و جہاد کے وقت بھی ۔ یہ چیزیں ہر آن اللہ کے سامنے حاضر رکھیں ۔ ان کی جانیں، مال، اولاد، عورتیں، تجارتیں، باغات، کنوئیں ۔ اسلام کے کام

آئے۔ اور جہاد کی کٹھن گھڑی میں بھی ۔۔ آٹھوں پیاری چیزیں میدان کارزار میں قربان ہوئیں۔ اللہ کی راہ میں ان کے باپ بھی مارے گئے۔ بھائی بھی قربان ہوئے۔ بیٹوں نے شہادت پائی۔ عورتیں بھی جنگوں میں پہنچیں، برادری بھی اللہ کی لونڈی بنی۔ مال بھی خرچ ہوئے۔ تجارتیں مندی پڑیں۔ اور مساکن و باغات اور اراضی بھی اللہ کی نذر ہوئیں ان مومن، موحّد، اور سچ مچ کے مسلمانوں نے ہر چیز اللہ کے اشارے پر نچھاور کی۔ اور کسی شئے کو اللہ کی محبت سے عزیز نہ جانا۔ ان کی زندگیاں اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کی جیتی جاگتی تصویریں تھیں۔

مذکورہ آیتِ برّ و تقوٰے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ۔ کہ نیکوں، اور پرہیزگاروں کو اللہ کی محبت میں مال خرچ کرنا چاہیئے۔ مَالْ کی محبت کے مقابلہ میں اللہ نے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ تاکہ اللہ کی محبت کے مقابلہ میں مال کی محبت دب کر رہ جائے۔ اور دولتمند مال خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔

زکوٰۃ نہ دینے والے معرضِ عذاب میں ہیں

پھر جو دولتمند لاکھوں کروڑوں روپیہ والے ۔ اللہ کی محبت میں زکوٰۃ نہیں دیتے، صاحب

نصاب مال کو پاک نہیں کرتے، تو اُن کو جان لینا چاہیئے کہ وہ معرضِ عذاب میں ہیں۔ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ خدا نے فرمایا۔ اگر تم نے مالوں (اور دوسری سات چیزوں) کو اللہ سے عزیز رکھا۔ تو عذاب کا انتظار رکھو۔ معلوم ہوا۔ کہ زکوٰۃ نہ دینے والے۔ مال کو اللہ سے عزیز رکھنے والے، معرضِ عذاب میں ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کو ڈھیل ملی ہوئی ہے۔ فَتَرَبَّصُوْا۔ لیکن اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ عذاب ان کی گھات میں ہے ــــ یَأْتِیَ اللّٰہُ بِأَمْرِہٖ ــ کا نقارہ سروں پر بج رہا ہے۔

پھر خرچ کرو مالوں کو ـــــ اللہ کا "امر" آنے سے پہلے۔

اپنے رشتہ داروں پر ا یتیموں پر۔ محتاجوں پر۔ مسافروں پر۔ غیر پیشہ ور سائلوں پر، گردنیں[1] چھڑانے پر، اور مال خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ نماز قائم رہے ــ زکوٰۃ برابر نکلا کرے

---

[1] آج کل غلام تو ہیں نہیں کہ ان کی گردن چھڑائی جائے۔ پھر اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں پھنس جائے یا اس پر جھوٹا مقدمہ بن جائے۔ یا اس کو ضمانت دینی پڑ جائے۔ یا سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہے پر مقدمہ بن جائے۔ تو ایسی صورتوں پر علیٰ حُبِّہٖ مال خرچ کر سکتے ہیں۔

اور جب کبھی کسی سے قول و اقرار ہو۔ تو ہر قیمت پر پورا ہو اور حیاتِ مستعار میں جو تنگی، تکلیف اور سختی پہنچے، اس میں صبر سے کام لیں، ثابت قدم رہیں۔ اب آپ بِر و تقویٰ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہیں، اور اپنے دعوٰئ اسلام میں سچے نکلے ہیں۔ مسلمانی کی سند پاتی ہے۔

زکوٰۃ سے تطہیرِ ذنوب اور تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (پ۱۱ ع ۲)

(اے پیغمبرؐ!) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے، تاکہ (زکوٰۃ لے کر) تو ان کو پاک اور صاف کرے، اور ان کے لئے (اللہ سے) دعا کرے، بلا شبہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہِ تسکینِ (خاطر) ہے۔ اور اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔

زکوٰۃ دینے سے دل کو سکون ملتا ہے

مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبرؐ! زکوٰۃ کو اس کے مصارف پر خرچ کرنے کے لئے صاحبِ نصاب لوگوں

سے زکوٰۃ لو ۔ جب وہ لوگ آپ کے سامنے زکوٰۃ لائیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے زکوٰۃ کی قبولیت ، گناہوں کی بخشش، امن و عافیت اور دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعا کیا کرو ۔ بے شبہ آپ کی دعا سے ان کے دل باغ باغ ہوں گے ۔ ان کے دلوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوگا ۔ کیونکہ ان کو یقین آئے گا ۔ کہ ان کی زکوٰۃ ، اور صدقات اللہ نے ضرور قبول کرلئے ہیں ۔ اور بوجہ دعائے رسولؐ ان کے گناہ بھی معاف ہو گئے ہیں ۔

جب دل کو یقین آ جائے ۔ کہ صدقات و خیرات سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔ اور زکوٰۃ دینے کے بعد دل کو ایک طرح کا سکون، اور کیف حاصل ہو ۔ تو سمجھ لیجئے کہ گناہ معاف ہو گئے ۔ اور اللہ نے زکوٰۃ قبول کر لی ہے ۔ تو زکوٰۃ دہندہ کی تطہیر بھی ہو گئی ۔ اور تزکیۂ نفس بھی حاصل ہو گیا ۔

اگر کسی کا باپ کسی وجہ سے بیٹے پر ناراض ہو جائے اور عرصہ تک ناراض رہے ۔ بیٹا ہر چند کوشش کرتا رہے ۔ کہ باپ معافی دے دے ۔ لیکن باپ معاف نہیں کرتا ۔ زندہ ضمیر رکھنے والا ۔ دیندار بیٹا باپ کی ناراضگی کے سبب ، بڑا بے چین اور مضطرب رہے گا ۔ آخر ایک دن باپ بیٹے کو گلے لگا کر اس کا قصور معاف کر دیتا ہے ۔ کہئے ۔ بیٹے کو کس قدر

خوشی اور سکون خاطر حاصل ہوگا۔

یہ تو باپ کی بات تھی۔ اللہ رب العزت کا اعلان ہے کہ صدقات و زکوٰۃ سے میں اپنے غلاموں کے گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ فرمانبردار غلام جب خلوص دل سے، مالک کو راضی کرنے کی نیت سے زکوٰۃ دیتا ہے، اللہ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ کہیئے!۔ کتنی خوشی حاصل ہوگی۔ اس غلام کو، جس پر اس کا مالک خوش ہو گیا ہے۔ اور اس خوشی میں اس نے غلام کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔ جب گناہوں کی بخشش کا مژدہ روحانی طور پر دل محسوس کرے گا۔ تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا۔ اس کا دل سکون و اطمینان کی ایک دُنیا لئے ہوئے تطہیر و تزکیہ کے دریا میں تیرنے لگے گا۔ تو زکوٰۃ دینے سے:۔

(۱) آدمی کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۲) دل کو سکون اور چین ملتا ہے۔

(۳) لالچ، حرص، طمع اور بخل کا قلع قمع ہوتا ہے۔ اور جب یہ غلاظت دور ہوئی، تو دل صاف ہو گیا۔ نیز زکوٰۃ دینے سے فراخ دلی پیدا ہوتی ہے۔ جس سے شائستگی اور تہذیبِ نفس حاصل ہوتی ہے۔ ظاہر اور باطن آراستہ ہوتے ہیں۔

(۴) زکوٰۃ دینے سے اللہ رحمت نازل کرتا ہے۔ درجے بلند ہوتے ہیں۔ مستحقین کے جسم و جان سے دعائیں نکلتی ہیں بلائیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں۔

(۵) دو آدمی لاکھ پتی ہیں۔ ایک ہر سال باقاعدہ زکوٰۃ دیتا ہے اور دوسرا بخیل ہے۔ زکوٰۃ نہیں دیتا۔ پہلا۔ اللہ کے نزدیک، فرشتوں کے نزدیک، اور قوم کے نزدیک محبوب، ہردلعزیز، اور معزز ہے۔ دوسرا مبغوض۔ مطرود، اور عندالقوم قابل نفرت ہے۔ ظاہر ہے۔ صاحب زکوٰۃ ہی تطہیر ذنوب، اور تزکیۂ نفس کی دولت سے مالا مال ہے، اور ممسک بخیل دین اور قوم کی حق تلفی کرنے والا۔ آلودۂ معاصی تنگ دل، سیاہ باطن ہے۔

مال جمع کرنے والے خسارہ میں ہیں

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں، کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ — وہ نہایت خسارے میں ہیں۔ قسم ہے پروردگار کعبہ کی۔ میں نے عرض کیا۔

فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مَنْ هُمْ؟ کون ہیں وہ؟ آپ نے فرمایا۔ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ وَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ”وہ ہیں بہت جمع کرنے والے مالوں کے۔ (یہ نہایت خسارے میں ہیں) مگر جس نے خرچ کیا۔ اِدھر اُدھر۔ یعنے ہر طرف، آگے اپنے، اور پیچھے اپنے، اور داہنے اپنے اور بائیں اپنے، اور ایسے کم ہیں“ (بخاری۔ مسلم)

نوٹ:۔ رحمتِ عالم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ کثرت سے مال جمع کرنے ــــ ہزاروں، لاکھوں روپیہ والے اگر زکوٰۃ نہ دیں۔ شب و روز راہِ خدا میں خرچ نہ کریں، تو خسارے اور ٹوٹے میں ہیں۔ ان کی عاقبت برباد ہے، اگلے جہان میں ان کے لئے تباہی اور ہلاکت ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نے مال دے رکھا ہے۔ ان کو حضورؐ انور کے اس انتباہ سے کانپ کانپ جانا چاہیئے، موت سر پر کھڑی ہے۔ نہیں معلوم کب آ پکڑے۔ اور سارا مال یہیں پڑا رہ جائے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ اپنی زندگی میں ہی مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہیں۔ تاکہ ان کا انجام بخیر ہو۔

مال اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے

کوڑھی، گنجا، اندھا، آزمائش سے دوچار ہوئے

دولتمندوں کیلئے لمحہ فکریہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا۔ اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا۔ کہ ان کو آزمائے۔ (آیا نعمت کا شکر کرتے ہیں یا نہیں) ایک فرشتہ ان کی طرف بھیجا۔ (بصورتِ مسکین)۔ وہ آیا کوڑھی کے پاس۔ اور کہنے لگا۔ تجھے کون سی چیز بہت پیاری ہے؟ کوڑھی نے کہا۔ لَوْنٌ حَسَنٌ رنگ اچھا۔ وَجِلْدٌ حَسَنٌ۔ اور پوست بدن کا اچھا۔ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ۔ اور دور ہو جائے مجھ سے وہ چیز کہ گھنیاتے ہیں مجھ سے لوگ۔ (یعنی کوڑھ جاتی رہے)۔ فرمایا حضورؐ نے۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا، اس پر۔ اور دور ہو گئی اس سے گھن (کوڑھ) اور دیا گیا رنگ اچھا اور جلد اچھی۔ (یعنی کوڑھ بالکل جاتی رہی۔ اور رنگ خوب نکھر گیا۔ جلد صاف ہو گئی) پھر فرشتے نے کہا (اب) تجھے کون سا مال بہت محبوب ہے؟ اس نے کہا اونٹ!

پھر دی گئیں اونٹنیاں حاملہ ۔ پھر فرشتے نے کہا۔ اللہ تجھے اس میں برکت دے ۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ تجھے کون سی چیز بہت پیاری ہے ؟ گنجے نے کہا۔ شَعْرٌ حَسَنٌ بال اچھے ۔ وَ يَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ ۔ اور دور ہو جائے مجھ سے وہ چیز۔ کہ گھن کھاتے ہیں مجھ سے لوگ ۔ قَالَ ۔ فرمایا حضورؐ نے ، فرشتے نے ہاتھ پھیرا اس پر ، پھر جاتا رہا اس سے گنج ۔ پھر فرمایا حضورؐ نے ۔ دیئے گئے بال اچھے ۔ پھر فرشتے نے کہا ۔ کونسا مال تجھے بہت پیارا ہے ؟ اس نے عرض کیا۔ گائیں! پس دی گئیں گائیں حمل والیاں ۔ فرشتے نے کہا ۔ اللہ تجھے ان میں برکت دے ۔

پھر آیا فرشتہ اندھے کے پاس اور کہا ، کون سی چیز تجھے پیاری ہے ؟ اس نے کہا ۔ اللہ مجھے میری بینائی دے دے ۔ کہ دیکھوں لوگوں کو ۔ پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ تو اللہ نے اس کو بینائی عنایت کر دی ۔ پھر فرشتے نے کہا ۔ کون سا مال تجھے بہت پیارا ہے ؟ اس نے کہا۔ بکریاں! پھر دیا گیا بہت بکریاں بچے دینے والیاں ۔ پھر بچے لئے کوڑھی نے اونٹوں کے ، اور بچے لئے گنجے نے گائیوں کے

اور بچے لئے اندھے نے بکریوں کے۔ پس کوڑھی کے لئے ہو گیا ایک جنگل اونٹوں کا۔ اور گنجے کے لئے ایک جنگل گائیوں کا۔ اور اندھے کے لئے ایک جنگل بکریوں کا۔ (تینوں تندرست، صحیح سلامت، اور بہت مالدار ہو گئے۔ اب دورِ آزمائش آنے لگا ہے)

رحمتِ عالم فرماتے ہیں۔ پھر آیا فرشتہ کوڑھی کے پاس اپنی صورت، اور ہیئت میں۔ (یعنی جس صورت میں پہلے اس کے پاس آیا تھا) اور کہا۔ میں مردِ مسکین ہوں۔ سفر میں میرا اسباب جاتا رہا۔ (پس میں منزلِ مقصود کو) نہیں پہنچ سکتا، سوائے اللہ کی عنایت کے، پھر میں مانگتا ہوں تجھ سے ایک اونٹ بواسطہ اس ذات کے۔ کہ جس نے دیا تجھ کو رنگ اچھا، اور جلد اچھی، اور مال، (اونٹ اس لئے مانگتا ہوں) تاکہ پہنچوں میں ساتھ اس کے اپنے سفر میں منزلِ مقصود تک!

کوڑھی نے جواب دیا۔ اَلْحُقُوْقُ کَثِیْرٌ۔ حقوق بہت ہیں۔ یعنے حقدار بہت ہیں۔ تجھے ایک اونٹ نہیں مل سکتا۔ (کوڑھی نے جھوٹ بولا اس کو ٹالنے کے لئے) فرشتے نے کہا۔ میں تجھے پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھنیاتے تھے۔ اور محتاج تھا؟ پھر اللہ نے تجھ کو

صحت دی۔ اور مال دیا۔

کوڑھی نے جواب دیا۔ یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثہ میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے اسی حالت میں پھیر دے۔ جس میں تو تھا (یعنی کوڑھی محتاج)۔

پھر آیا فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی صورت میں، اور کہا گنجے کو جو کہا تھا کوڑھی کو۔ گنجے نے وہی جواب دیا۔ جو کوڑھی نے دیا تھا۔ (کہ یہ سب مال وغیرہ میرے آباء کی ورثہ ہے)۔ فرشتے نے کہا۔ کہ اگر تو جھوٹا ہے۔ تو اللہ تجھے اسی حالت میں پھیر دے۔ جس میں تو تھا۔ (یعنی گنجا محتاج کر دے)۔

پھر آیا فرشتہ اندھے کے پاس، اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں۔ سفر میں میرا اسباب جاتا رہا ہے۔ اور میں اپنی منزل کو نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے اللہ کی عنایت کے، پھر میں مانگتا ہوں تجھ سے ایک بکری بواسطہ اس ذات کے۔ کہ جس نے تجھ کو بینائی بخشی۔ تاکہ اس کے سبب میں سفر میں پہنچوں۔

اندھے نے کہا۔ بے شک میں اندھا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے بینائی بخشی۔ پھر لے تو جو چاہے اور چھوڑ جو

چاہیے (میرا سب مال حاضر ہے) قسم ہے اللہ کی نہیں تکلیف دوں گا تجھ کو آج واسطے پھیرنے اس چیز کے کہ لیوے تو واسطے اللہ کے۔

فرشتے نے کہا۔ اپنا مال تو پاس رکھ! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے تم کو آزمایا ہے کہ آیا تم اپنا حال یاد رکھتے ہو یا نہیں۔ اور شکر کرتے ہو یا نہیں؟ پس تحقیق اللہ تجھ سے راضی ہے۔ اور تیرے دونوں دوستوں (کوڑھی اور گنجے) سے ناراض ہے۔" (بخاری مسلم)

تمام نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں

کوڑھی اور گنجے نے مال کے بارے میں جھوٹ بولا اور کفرانِ نعمت کیا۔ اور اللہ کے دیئے مال سے اللہ کے نام پر خرچ کرنے سے بخل کیا۔ اللہ ان پر ناراض ہو گیا۔ اور ان پر پہلی حالت لوٹ آئی۔ کوڑھ، گنج، اور محتاجی نے ان کو آ لیا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مال خواہ خود کمایا ہو۔ یا باپ دادا سے ورثہ میں ملا ہو۔ ہے تو اللہ ہی کا عطا کردہ۔ اللہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ (پ۲۲ ع۱۵)

"اے لوگو! تم محتاج ہو اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا۔"

جب تمام بنی نوع انسان — ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک مزدور سے بادشاہ تک، امتی سے پیغمبر تک سب کے سب اللہ کے در کے محتاج ہیں، اور سب کے پاس جو کچھ ہے۔ اللہ ہی کا بخشا ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ:۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (پ۱۴ ع۱۳)

"اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سے، پس اللہ کی طرف سے ہے۔"

جب سب ہی اللہ کے محتاج ہیں اور جو کچھ بھی۔ جس کسی کے پاس ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے ملا ہے۔ سونا چاندی۔ مال، دولت، زمینیں، مکانات، کوٹھیاں، گائے بھینسیں، موٹریں، باغ، تخت و تاج، اور دورِ حاضر کی بے شمار ایجادوں کی قسم قسم کی نعمتیں، اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا ہے۔ پھر جب رب ذو الجلال اپنے عطا کردہ اموال و ارزاق میں سے اپنی راہ میں کچھ خرچ کرنے کا حکم دے۔ تو بندہ بخل کرے۔ اور انفاق اس پر گراں گزرے۔ تو وہ بڑا ناشکر گزار، اور معصیت کی راہ پر

ہے۔ اللہ کی ناراضگی اور غصہ اس کو گھیرے ہوئے ہے۔

مال بندوں کیلئے فتنہ ہے

مالداروں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ان کے مالوں میں حق ہے قوم کے ناداروں، اور مستحقوں کا۔ جو مصارف زکوٰۃ کے اللہ نے بیان کئے ہیں، ان مصرفوں کا روپیہ اللہ نے دولتمندوں کے پاس بھیج دیا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا وہ اس امانت کو ادا کرتے ہیں۔ یا نہیں؟ جن لوگوں کا حق ان کے پاس جمع ہے۔ وہ یہ اشارت الٰہی ان کو دیتے ہیں یا نہیں؟ دین کی تقویت، استحکام، اور اس کی نشر و اشاعت پر صرف کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کی رضا کے لئے وہ اپنے اموال اسلامی مصارف پر خرچ کریں گے۔ تو دنیا اور دین میں سرخرو ہوں گے۔ اور انہیں اللہ کی رضا مندی حاصل ہو گی۔

خوش بخت دولت مند

اللہ چاہتا۔ تو دولتمندوں کے پاس جو دوسروں کے حقوق کی دولت جمع ہے، وہ براہِ راست ان کو دے دیتا، جیسے حدیث مذکور میں کوڑھی، گنجے اور اندھے کو دی۔ لیکن بڑے خوش بخت، اور ذی عزت ہیں دولت مند — کہ ان کے ہاتھ سے ناداروں کو (ان کا حق) دلواتا، اور

ان کا ممنون بناتا ہے۔ مسکینوں اور محتاجوں کی دعاؤں سے ان کی بخشش کا سامان کرتا۔ اور آفات و بلیات دور فرماتا ہے اور بذل وعطا پر متموّلوں کے لیے، جنت کے دروازے وا کرتا، دنیا کی نیک نامی، اور آخرت کی کامیابی بخشتا ہے۔

سخی کے باغ میں بادل نے حکماً پانی پہنچایا

باغبان کی کرامت

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص جنگل کی سرزمین میں کھڑا تھا۔ اس نے بادل میں ایک آواز سنی۔ کوئی کہتا ہے "پانی دے فلاں شخص کے باغ کو" اتنے میں بادل ایک طرف چل پڑا۔ اور پتھریلی زمین میں برسا۔ پھر سارا پانی ایک نالے نے جمع کیا۔ (اور بہا کرلے گیا۔) یہ شخص بھی پانی کے پیچھے چلا۔ (تاکہ معلوم کرے۔ کہ وہ کون شخص ہے جس کے باغ میں پانی پہنچ رہا ہے۔) کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے۔ اور اپنی بیلچی کے ساتھ پانی (اپنے باغ میں) موڑ رہا ہے۔ یہ شخص بولا

اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا نام بتایا۔ اور وہی نام بتایا۔ جو اس شخص نے ابر میں سنا تھا۔ باغ والے نے کہا۔ اے اللہ کے بندے! میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ میں نے اس ابر میں آواز سنی تھی۔ (یعنی کسی آواز نے ابر کو کہا تھا)۔ پانی دے فلاں کے باغ کو۔ اور تیرا نام لیا تھا۔ (میں اس لئے یہاں آیا ہوں۔ کہ دیکھوں کون ہے وہ شخص جس کے باغ کو سیراب کرنے کے لئے۔ بادل کو حکم ملا ہے)۔ بتاؤ کہ تم باغ میں کیا (نیک کام) کرتے ہو۔ (جس کے سبب تمہاری یہ بزرگی، اور کرامت دیکھی گئی)۔ اس نے کہا۔ کہ چونکہ تم نے پوچھا ہے۔ (اور اتنی دور سے آئے ہو)۔ بات یہ ہے۔ جو چیز باغ سے مجھے حاصل ہوتی ہے۔ میں اس کا تہائی ($\frac{1}{3}$) للّٰہ دیتا ہوں۔ اور تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں۔ اور تہائی اس باغ میں (زراعت کے لئے) لگاتا ہوں۔" (صحیح مسلم)

سخی باغبان نے خشک سالی نہ دیکھی

اللہ کے نام کا سدا دیتے رہنا۔ اس کی راہ میں دائماً خرچ کرنا۔ اللہ کو بہت پیارا ہے۔ ایسا انفاق آفات و بلیات، اور مشکلات و مصائب کے کشف و رفع

کا موجب ہوتا ہے۔ مشکلیں دور ہوتی اور آفتیں ٹلتی ہیں۔ اللہ غیب سے دستگیری فرماتا ہے۔

جس باغبان کا حال آپ نے اوپر پڑھا ہے وہ خوشدلی سے خیرات کرنے والا تھا۔ اپنی آمدن کا تہائی ہمیشہ اللہ کے نام کا دیتا تھا۔ ایک دفعہ خشک سالی کا وقت آگیا۔ بارش بند ہو گئی۔ تو اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر اس سخی باغبان کے لئے بادل کو حکم دیا۔ کہ اس کے باغ کو سیراب کرے۔ چنانچہ بادل برسا۔ اور نالہ کے ذریعہ پانی اس کے باغ میں پہنچا۔ باغ سرسبز اور شاداب ہو گیا۔ اور اس کے میوہ سے باغبان نے بہت فائدہ اٹھایا ــــ خشک سالی کی "تکلیف اوروں کو تو ہوتی۔لیکن باغبان نے خشک سالی نہ دیکھی۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔جو اس کے اطاعت شعار بندوں پر ہوتا ہے۔

صدقات وخیرات کرنے والوں پر مصائب کیوں آتے ہیں؟

اگر کوئی کہے۔کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔کہ بعض اوقات بڑے نیک بندوں، نمازیوں، روزہ داروں، عابدوں،

خدا ترسوں، متقیوں، زکوٰۃ دینے والوں، بڑے مخیرّوں، سخیوں اور راہِ خدا میں بڑا خرچ کرنے والوں کو جانی، اور مالی نقصان پہنچتا ہے۔ تجارت میں نقصان ہو جاتا ہے۔ مال تلف ہو جاتا ہے۔ کسی حادثے میں مکان اور اسباب تباہ ہو جاتے ہیں۔ کیوں؟

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت، پکڑ اور عذاب اس کے صالح، اور برگزیدہ بندوں پر نہیں آتے، البتہ اس کی آزمائش، اور ابتلا ضرور آتی ہے۔ جس کے سہنے، اور سہارنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور دوسروں کو صبر و ثبات، اور ثابت قدمی کا سبق ملتا ہے، اس ابتلا کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ (پ۲ ع ۳)

"اور البتہ آزمائیں گے ہم تم کو ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے، اور مالوں، اور جانوں اور پھلوں

کے نقصان سے۔ اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو۔ وہ لوگ کہ جب پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں، اور بیشک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ اوپر ان کے درود اور رحمت ہے۔ ان کے رب کی طرف سے، اور یہ لوگ وہی ہیں راہ پانے والے"

انبیاء اور اولیاء اللہ کی آزمائش

جتنے انبیاء دنیا میں آئے۔ ان کی زندگیوں پر نظر ڈالئے۔ کہ کس قدر ابتلاؤں اور آزمائشوں میں گھری ہوئی تھیں۔ جناب رحمت للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے تئیس سالہ دَورِ نبوت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لائیے۔ اور اس میں دردوں، مصیبتوں، مشکلوں، بلاؤں اور غموں کا رنگ بھرا ہوا دیکھئے۔ صحابہؓ اور ان کے بعد بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے دکھوں بھرے لیل و نہار پر نظر دوڑائیے حضرت ایوب علیہ السّلام کے نقصانِ جان اور اتلافِ اموال و اولاد کا مطالعہ کیجئے۔ تو آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کہ رب العزت اپنے بندوں کی آزمائش بھی لیا کرتا ہے۔ "تاکہ دیکھے کہ میری محبت کا دعویٰ کرنے والے، میرا رزق کھانے والے، میری ہوا اور پانی سے زندگی پانے والے، ہر نفس

اور ہر لحظہ میری ربوبیت کے محتاج ہے۔ مال، جان، اولاد، کے نقصان پر بھی میرے ساتھ وہی آنکھیں رکھتے ہیں۔ یا نہیں؟ میری عبادت، اطاعت، بندگی، فرمانبرداری، محبت، خلوص، تقویٰ کی اسی راہ پر اسی رفتار سے چلتے ہیں۔ یا راستہ اور روش بدل لیتے ہیں؟

صبر کرنے والوں پر درود و سلام

پھر جب ہر نقصان مصیبت اور درد میں بندگانِ خدا اطاعتِ ایزدی، اور عبادتِ خداوندی میں ثابت قدمی دکھاتے ہیں۔ صبر و سہارے سے کام لیتے ہوئے اللہ سے لو لگائے رکھتے ہیں۔ تو ان پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام آتا ہے۔ اور رشد و ہدایت کی سند ملتی ہے۔

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○

سخاوت اور بخل دو درخت ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ

سخاوت درخت ہے جنت میں۔

فَمَنْ كَانَ سَخِيًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا

"پس جو شخص ہوگا سخی، پکڑے گا ٹہنی کو اس میں سے، (یعنی خیرات کرنے والا سخاوت کے درخت کی جو جنت میں ہے ٹہنی پکڑ لیتا ہے)"۔

فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔

"پھر نہیں چھوڑے گی اس کو ٹہنی یہاں تک کہ داخل کرے گی اس کو بہشت میں"

وَ الشُّحُّ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ۔

"اور بخیلی درخت ہے دوزخ میں"

فَمَنْ كَانَ شَحِيْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا۔

"پس جو شخص ہوگا بخیل، پکڑے گا ٹہنی کو اس میں سے۔ (یعنی زکوٰۃ نہ دینے والا بخیلی کے درخت کی جو دوزخ میں ہے ٹہنی پکڑ لیتا ہے)"

فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْغُصْنُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ۔

"پھر نہیں چھوڑے گی اس کو ٹہنی یہاں تک کہ داخل کرے گی اس (بخیل) کو دوزخ میں"

(شعب الایمان للبیہقی)

مطلب اس حدیث کا واضح ہے کہ سخاوت جنت میں درخت ہے۔ جو کوئی زکوٰۃ دیتا ہے۔ وہ اس درخت کی

ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے۔ اب یہ ٹہنی اس کو کبھی نہ چھوڑے گی۔ حتیٰ کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی۔

ایسے ہی بخیلی بھی دوزخ میں درخت ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والا اس درخت کی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے۔ یہ ٹہنی اس کو کبھی نہ چھوڑے گی۔ حتیٰ کہ اس کو دوزخ میں داخل کر دے گی۔

صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ زکوٰۃ دینے والا سخی جنتی ہے۔ اور زکوٰۃ نہ دینے والا بخیل دوزخی ہے۔ بحیثیت مسلمان زکوٰۃ نہ دینے والے لرز جائیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں کیا فرما رہے ہیں۔

زکوٰۃ و خیرات سے بلا دفع ہوتی ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا ۔ (مشکوٰۃ)

"اور روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جلدی کرو صدقہ (زکوٰۃ و خیرات) دینے میں۔ اس لئے کہ یقیناً بلا نہیں بڑھتی صدقہ سے۔" (مشکوٰۃ)

رحمت للعالمین نے جو یہ فرمایا ہے کہ صدقہ ... جلدی کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بیماری یا مصیبت یا بلاء، یا وبار، یا حادثہ وغیرہ کے آنے سے قبل صدقہ دیا کرو۔ کیونکہ صدقہ سے بلا دفع ہوتی۔ مصائب ٹلتے اور حادثات رکتے ہیں۔

بکرا بھی صدقہ ہے

اور صدقہ اس مال کو کہتے ہیں جو آدمی اللہ کی خوشنودی اور قرب چاہنے کے لئے اپنے مال سے نکال لے۔ خواہ صدقہ فرض ہو یعنی زکوٰۃ، خواہ صدقہ نفل ہو۔ یعنی علاوہ زکوٰۃ کے

یہ جو مشہور ہے کہ صدقہ سے مراد بکرا دینا ہی ہے۔ غلط ہے۔ بکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ کیونکہ اس پر مال خرچ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونا، چاندی، نقد روپیہ، گندم، آٹا، کپڑا اور ہر وہ چیز جس پر مال خرچ ہو۔ صدقہ ہی ہے۔ اور صدقہ حسب حیثیت کرنا چاہیئے۔ ہزاروں روپے بھی، صدقہ ہے، اور غریب آدمی کا چند آنے بھی صدقہ ہے' ایک کھجور دینے کو بھی حدیث میں صدقہ کہا گیا ہے۔ بہرحال صدقات و خیرات سے غفلت نہ چاہیئے۔ اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے کچھ نہ کچھ دیتے رہنا چاہیئے، ذخیرہ آخرت کے علاوہ دنیاوی مصائب و نوائب اور بلائیں

وبائیں ٹلتی رہیں گی! زکوٰۃ کے صدقہ سے بھی، اور نفلی صدقہ سے بھی۔

زکوٰۃ کی فرضیّت

زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں — نشو و نما، بڑھنا، برکت اور پاکیزگی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے، باقی مال پاک، اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جب غیروں کا حق مال سے نکال دیا جاتا ہے۔ تو مال پاک ہو گیا — اور یہ حق ادا کرنے سے — یعنی زکوٰۃ دینے سے آدمی کا ثواب بڑھتا اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مالِ حرام میں برکت نہیں ہوتی۔ چور ہزاروں روپے چوری کر کے لاتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے گھر میں دیا نہیں جلتا۔ اور محنت کرنے والے، مزدور لوگ اپنی مزدوری سے مال بچوں کا پیٹ پالتے، اور تمام دنیا کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ سارا یورپ مزدوری کرتا ہے۔

اور اس مزدوری، یعنی حلال مال کی بدولت دُنیا پر چھایا ہوا ہے۔ تو جب مال و دولت سے زکوٰۃ دے دی تو باقی مال حلال ہو کر با برکت ہو گیا۔ یہ تجارت سے

بڑھے گا۔ تو برکت میں اضافہ ہوگا۔ اس مال سے کھانا پینا، اور پہننا، موجبِ برکت ہوگا۔ کہ اعمالِ خیر کی توفیق ملے گی۔ صحت و سلامتی ساتھ دے گی۔ اور معلق تقدیریں ٹلیں گی۔ زکوٰۃ دیئے گئے مال کا ایک روپیہ خرچ کرنے سے وہ فائدہ حاصل ہوگا۔ جو مالِ حرام کے دس روپیہ خرچ کرنے سے نہیں ہوگا۔

جس مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے۔ وہ دوزخ میں لے جائے گا۔ کیونکہ اس میں غریبوں، مفلسوں، ناداروں، محتاجوں، یتیموں، بھوکوں، ننگوں کا حق ہے۔ چالیسواں حصہ، جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ وہ ادا نہیں کیا۔ ایسے مال پر اللہ کی لعنت اور غضب اترتا ہے۔ جو آخرت میں صاحبِ مال کی ہلاکت، اور تباہی کا باعث ہوگا۔

زکوٰۃ کی ملاوٹ سے مال کی ہلاکت

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ۔ (مشکوٰۃ)

"نہیں ملتی زکوٰۃ کسی مال میں کبھی۔ مگر اس کو ہلاک کر دیتی ہے"

یعنے جس مال سے زکوٰۃ نہ دی جائے۔ وہ اس مال

کو ہلاک اور برباد کر دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ فقراء کا حق ہے۔ جب وہ حق مال سے جدا نہ کیا اور مستحقوں کو نہ دیا۔ تو یہ مارا ہوا حق، مالِ حرام ہے، اور یہ مالِ حرام — دوسرے مال کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔ نقصان پہنچاتا ہے۔

حرام حلال کو لے ڈوبتا ہے

ہلاک کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے۔ کہ کسی کے پاس ایک سو روپیہ تنخواہ کا — حلال ہے۔ اس میں پچاس روپے رشوت کے ملا کر ڈیڑھ سو روپیہ کی گندم خریدی، وہ اور اس کا اہل و عیال، اس گندم کو کھائیں گے تو گویا حرام خوراک کھائیں گے۔ اور جو گوشت اس خوراک سے پیدا ہوگا۔ وہ دوزخ کے لائق ہے۔ ایسے مال سے جو کپڑے پہنے جائیں گے، ان سے اللہ عبادت قبول نہ کرے گا۔ تو رشوت کے مالِ حرام نے دوسرے مالِ حلال کو بھی حرام کر دیا۔ یہ حرام حلال کو بھی لے ڈوبا۔

زکوٰۃ نہ دینا دوسروں کا حق مارنا ہے

اسی طرح حدیث مذکور کا مطلب سمجھیں۔ کہ جو مالِ زکوٰۃ محتاجوں، ناداروں کو دینا تھا۔ یہ ان

کا حق تھا۔ جب ان کو نہ دیا۔ تو اُن کا حق مار لیا۔ یہ مارا ہؤا حق یعنی مال جب دوسرے مال کے ساتھ ہی ملا رہا۔ تو وہ بھی حرام ہو گیا۔ ہلاک ہو گیا۔ زکوٰۃ نہ دیئے گئے مال سے کھانا، پینا اور پہننا جائز نہیں۔ پھر اس مال سے برکت بھی جاتی رہتی ہے۔ اگر اس مال کی تجارت کریں گے، تو نفع درست نہ ہوگا۔ گویا زکوٰۃ نہ دینے کے سبب سارا مال ہلاک اور برباد ہو گیا۔ ایسے شخص کے کھانے کی دعوت بھی قبول نہیں کرنی چاہیئے۔

منکرینِ زکوٰۃ سے جہاد و قتال

قرآن مجید میں اللہ نے بیاسی بار اٰتُوا الزَّکوٰۃَ فرمایا ہے یعنے زکوٰۃ دو۔ بالکل نماز کی مانند زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ تو بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی نے فرمایا۔ کہ میں ان کافروں سے زکوٰۃ تلوار کے زور سے لوں گا۔ ان سے جہاد و قتال کروں گا، یہاں تک کہ ادا کریں۔ جو کچھ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کو دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں سارا واقعہ

آیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَکْرٍ ؓ بَعْدَهٗ۔ وَ کَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ۔ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ؓ لِاَبِیْ بَکْرٍ ؓ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ۔ وَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَ نَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ اللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ فَاِنَّ الزَّکٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَ اللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَیْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ (متفق علیہ)

(ترجمہ):۔ حضرت ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہوئی ۔ اور ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ۔ تو عرب سے کچھ لوگ کافر ہو گئے (یعنی غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کو کافر کہا ۔ اور ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا) ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو کہا ۔ کس طرح لڑتے ہو تم (مسلمان) لوگوں سے ، اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حکم دیا گیا ہوں میں ، یہ کہ لڑوں (کافر)[1] لوگوں سے ، یہاں تک کہ کہیں لا الٰہ الا اللہ (یعنی مسلمان ہو جائیں) پھر جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ ، بچایا اس نے مجھ سے مال اپنا اور جان اپنی ۔ مگر ساتھ حق اسلام کے اور حساب اس کا اللہ پر ہے ، پھر کہا ابو بکرؓ نے (حضرت عمرؓ کو) قسم ہے اللہ کی ، البتہ لڑوں گا میں اس

---

[1] کافروں سے لڑنے کا حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ جارحانہ قدم اٹھائیں ۔ تو ان سے مدافعانہ لڑا جائے ۔ اب یہ لڑائی ان سے اس وقت تک جاری رہے گی کہ یا تو وہ اسلام قبول کر لیں ۔ یا ذمی بن کر رہنے کا اقرار کریں ، اور جزیہ دیا کریں ۔

شخص سے جس نے فرق کیا درمیان نماز کے اور زکوٰۃ کے۔ اس لیے کہ بے شک زکوٰۃ حق ہے مال کا (جس طرح نماز حق ہے نفس کا) قسم ہے اللہ کی! اگر نہ دیں گے (یہ منکرین زکوٰۃ) مجھ کو بچہ بکری کا جو ادا کرتے تھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، تو لڑوں گا میں ان سے اس کے نہ دینے پر، کہا عمرؓ نے، قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ مگر جانا میں نے یہ کہ اللہ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا (لڑائی کے لیے)۔ پھر جانا میں نے کہ وہ (لڑنا منکرین زکوٰۃ سے) حق ہے"

لہ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان ہو کر دائرہ اسلام میں آ گئے ہیں۔ قانونِ اسلامی کو مان کر وفاداری کا اعلان و اقرار کر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ قانون کا خلاف کریں گے۔ تو ان پر سختی کی جائے گی، زانی کے لیے سنگساری، یا درے ہوں گے۔ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ شرابی کو بید مارے جائیں گے۔ اور ایسے منکرینِ زکوٰۃ پر جہاد کیا جائے گا۔ تاکہ ان باغیوں کا دماغ درست کیا جائے — حضرت ابوبکرؓ کا منکرینِ زکوٰۃ پر تلوار سے جہاد کرنا — مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت کو خوب روشن کرتا ہے۔ اور زکوٰۃ کا مقام بتاتا ہے۔

فریضۂ زکوٰۃ کا مقام اور اہمیّت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہزاروں صحابہؓ کے سامنے زکوٰۃ کے نادہندوں سے لڑنے کا اعلان کرنا، اور سب صحابہؓ، اور حضرت عمرؓ کا اسے حق اور درست تسلیم کرنا، فریضۂ زکوٰۃ کا مقام متعین کرتا اور اس کی اہمیت بتاتا ہے۔ وَ کَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ (عرب سے کچھ لوگ کافر ہو گئے) سے پتہ چلتا ہے کہ تمام صحابہؓ منکرینِ زکوٰۃ کے کفر کے قائل اور نادہندۂ زکوٰۃ سے تلوار کے[1] زور سے زکوٰۃ لینے کے حامی تھے۔

---

[1] ایک مسلمان لاکھوں پتی ہے، زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہے لیکن برسوں گزر گئے زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اس کے سامنے مالی ضرورتوں کے پورا نہ ہونے سے اسلام کمزور ہو رہا ہے۔ اسلام کی ترقی اور اشاعت کے شعبے جاں بلب ہیں۔ قومی اور ملی ضرورتیں مال کا تقاضا کرتی ہیں۔ محتاجوں اور مسکینوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ لیکن دولتمند مذکور کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ ایسے شخص سے حکومت بزورِ شمشیر زکوٰۃ لے کر مصارف پر خرچ کرے کیونکہ اسلام کا اور قوم کا حق غصب کئے بیٹھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ پر خلافت کا بار

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب بارِ خلافت اٹھایا تو انہیں بڑی مشکلات اور ذمہ داریوں کے اثقال و جبال کو اٹھانا پڑا۔ حضور انورؐ کی وفات کے بعد بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ زکوٰۃ سے بیت المال میں روپیہ آتا ہے، جب روپیہ نہ آئے۔ تو جہاد و قتال اور دوسری قومی اور ملی ضرورتیں کہاں سے پوری ہوں جس حکومت کا خزانہ خالی ہو جائے، وہ حکومت چل نہیں سکتی۔

اُدھر مسیلمہ کذاب ایک لاکھ کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ جس کی سرکوبی کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کو مقابلہ کرنا پڑا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران اسامہ بن زیدؓ کو اپنے ہاتھ سے جھنڈا پکڑا کر فوج کے ایک دستہ کے ساتھ جہاد پر روانہ کیا۔ جب حضرت اسامہؓ مدینے سے کچھ فاصلہ پر پہنچے۔ تو رحمتِ عالمؐ کی وفات کی خبر آگئی۔ حضرت اسامہؓ واپس آگئے۔ اب خلیفۃ الرسولؐ جناب ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہؓ کو بھی جہاد پر روانہ کرنا تھا۔ جیسے سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم

اپنے دستِ مبارک سے علم پکڑا کر روانہ کر چکے تھے۔

یہ تین بڑے اہم کام تھے۔ جن کو خلیفہ برحق جناب ابو بکر صدیق رضہ نے سرانجام دینا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کام روپے سے پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصرف بیان کئے ہیں۔ ان میں ایک، فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ بھی ہے۔ اور فی سبیل اللہ میں جہاد سر فہرست ہے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ جناب ابوبکر رضہ نے خزانہ پُر کرنے کے لئے زکوٰۃ کی فراہمی فرض سمجھی۔ اور زکوٰۃ کے نادہندوں کے خلاف تلوار اٹھانے کا عزم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ برحق کا ساتھ دیا۔ اور ان کے ہاتھ سے سب کام پورے کرا دیئے۔

زکوٰۃ بھی اکٹھی ہو گئی۔ خزانہ بھر گیا۔ مسیلمہ کذاب کو شکست ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ اور حضرت اسامہؓ کو بھی ان کے مشن پر بھیج دیا گیا۔ اللہ حضرت ابو بکرؓ کی قبر کو نور سے بھرے۔ انہوں نے بڑے نازک اور آڑے وقت میں اسلام کی وہ خدمت کی۔ جو ان کے سوا کوئی نہ کر سکتا تھا۔ مسلمان قیامت تک ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے، کہ انہوں نے اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ کہ عمارت ثریا بوس ہو گئی۔

اکتنازِ سیم و زر اور زکوٰۃ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰۤى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَذَكَرَ كَلِمَةً لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَاۤ اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَاۤ اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ حَفِظَتْهُ ۔ (ابوداؤد)

(ترجمہ) حضرت ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جب اتری یہ آیت "اور جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی" بھاری ہوئی یہ آیت مسلمانوں پر۔ پس کہا حضرت عمرؓ نے کھولوں گا میں اس فکر کو تم سے، پھر گئے حضرت عمرؓ رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس) اور کہا۔ اے نبی اللہ کے! تحقیق بھاری ہوئی یہ آیت آپکے یاروں پر حضورؐ نے فرمایا۔ (سنو!) تحقیق نہیں فرض کی اللہ نے زکوٰۃ مگر اس لئے کہ پاک کرے جو باقی رہا ہے تمہارے مالوں سے، اور سوائے اس کے نہیں کہ مقرر کی ہے میراث اور ذکر کیا ایک کلمہ تاکہ ہو میراث اس شخص کے لئے کہ پیچھے تمہارے (رہا) ہے۔ پھر کہا ابن عباسؓ نے کہ حضرت عمرؓ نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔ (کہ مشکل دور ہوئی) پھر حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو کہا۔ کہ کیا خبر دوں میں تم کو ساتھ بہترین اس چیز کے، کہ جمع کرے آدمی (یعنی بہترین کنز کیا ہے) ۔ (سنو!) وہ ہے نیک بخت عورت جب دیکھے (مرد) اس کی طرف۔ تو خوش کرے اس کو، اور جب حکم کرے اس کو، فرمانبرداری کرے اس کی، اور جب غائب ہو (مرد) اس سے، محافظت کرے اس کی" (ابوداؤد)۔

فرضیّتِ زکوٰۃ کے متعلق آیت

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا

يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ۱۰ ع ۱۱)

(ترجمہ) اور جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا، اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو راہِ خدا میں۔ (یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے) پس خوشخبری دے ان کو ساتھ دردناک عذاب کے جس دن کہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر) تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کے ماتھے اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے کہا جائے گا)۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے (دنیا میں) جمع کر رکھا تھا۔ تو (آج) اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو۔"

پیچھے آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیاسی ۸۲ بار اٰتُوا الزَّكٰوةَ فرمایا ہے۔ کہ زکوٰۃ دو! اس سے زکوٰۃ کا فرض ہونا پایا جاتا ہے۔ اور ادائیگی کے لئے سخت تاکید ثابت ہوتی ہے۔

آیت مذکور میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ جس مال سے زکوٰۃ نہ دی

گئی ہوگی۔ وہ مال دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ اور اس سے مال دار کے ماتھے، اس کی کروٹ، اور اس کی پیٹھ کو داغا جائے گا۔ گویا زکوٰۃ نہ دینے والے کو دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ صاحبِ نصاب لوگوں کو قرآن کی اِس وعید سے لرز جانا چاہیئے، اور ہر سال اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے رحمتِ عالم کے فرمان اور طریقے کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

مال جمع کرنا جائز ہے

جب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا، اور چاندی — تو صحابہؓ پر بھاری ہوئی۔ یعنی صحابہؓ نے سمجھا کہ سونا اور چاندی جمع کرنے پر عذاب ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آیت مذکورہ آپ کے یاروں پر بھاری ہوئی ہے، وہ سمجھتے ہیں۔ کہ سونا اور چاندی کے جمع کرنے پر عذاب ہوگا۔ (اس بوجھ اور مشکل کا کیا حل ہے؟) حضور انورؐ نے فرمایا۔ کہ اس آیت میں مال جمع کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ خدا نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ جمع شدہ مال کو زکوٰۃ دے کر پاک کرو۔ یعنی مال سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم ہے، جو شخص سونا چاندی جمع کر کے زکوٰۃ نہ دے گا۔ اس کو

عذاب ہوگا۔

ارشاد فرمایا۔ کہ اگر مال جمع ہی نہ ہوگا۔ تو زکوٰۃ کس چیز کی دینی ہے؟ اور ایسے ہی اگر مال اور جائیداد وغیرہ جمع نہ ہوگی۔ تو پچھلوں کو میراث کیسے ملے گی؟ حاصل کلام یہ کہ مال اور جائیداد وغیرہ جمع کرنی جائز اور بابرکت ہے۔ تاکہ اس سے زکوٰۃ بھی نکلے اور پچھلوں کے لئے میراث بھی بنے۔

آدمی کا بہترین کنز

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔کہ آپ نے دنیا اور دین کی بھلائی اور خوبی کی بڑی بڑی لامثال باتیں بتائی ہیں۔ سونے اور چاندی کے کنز (جمع کرنے) کے سلسلہ میں حدیث مذکور کے اندر ایک اور شمع جگا دی۔ فرمایا۔ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ ا— عمرؓ! (سونا چاندی کے کنز کا مسئلہ تو تم نے سمجھ لیا) کیا نہ بتاؤں میں تجھ کو آدمی کا بہترین کنز؟ (سنو! وہ ہے) اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ نیک بخت عورت (اس کی پہچان یہ ہے) اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا۔ جب مرد اس کی طرف دیکھے۔ سَرَّتْهُ۔خوش کرے اس کو۔ اِذَا اَمَرَهَا—جب مرد حکم کرے اس کو۔ اَطَاعَتْهُ، فرماں برداری کرے اس کی۔ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا اور جب مرد غائب ہو اس سے۔ حَفِظَتْهُ— محافظت کرے اس (کے گھر) کی۔

مبارک ہو ایسی بیوی

مبارک ہو آدمی کو ایسی بیوی جب وہ اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اس کو صورت اور سیرت کے حسن و جمال اور محبت کے دلربا انداز سے خوش کرتی ہے۔ سچی محبت کا جادو جگا کر اسکے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔ اور مرد دن بھر کی کوفت تکان، پریشانی اور غم کو بھول کر فردوس مسرت میں آ بستا ہے، وہ سچی محبوبہ شوہر کی اطاعت کرتی، اس کے اشاروں پر چلتی، اس کی خوشی، اور چاہت کے چمنستان میں محو خرام رہتی ہے۔ شوہر کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور مال و متاع کی نگہبانی کرتی ہے۔ بڑی خوش اخلاق، ملنسار، دین دار، قرآن کی تلاوت کرتی۔ ترجمہ سمجھتی عمل سے کردار بناتی۔ اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے کیا ہی بہتر ہے یہ کنز۔ خزانہ! کہ اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے، جو دنیا کی زندگی میں باپ کی معاون و مددگار۔ اور مرنے کے بعد اس کی وارث اور صدقہ جاریہ بنتی ہے۔

اگر کوئی عورت ابھی تک مرد کے لئے بہتر کنز نہیں بنی اور مرد اس کی بدخلقی سے نالاں ہے۔ تو اسے ابھی سے اپنی اصلاح کرکے اپنے بدلتے ہوئے اچھے رویئے، حسن اخلاق۔ اور خوش گفتاری سے مرد کے دل میں گھر بنا لینا

چاہیئے۔ مشکوٰۃ شریف میں، حضور انورؐ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَّ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْءَۃُ الصَّالِحَۃُ ٥ (مشکوٰۃ)

"دنیا سب کی سب متاع ہے۔ اور دنیا کی بہتر متاع صالحہ عورت ہے"

نوٹ:۔ عورت کی صالحیت میں یہ چیز سر فہرست ہے۔ کہ اس میں شوہر کو باغ باغ رکھنے، اور اس کی اطاعت کرنے کا جوہر ہونا چاہیئے، اس کی آنکھ اور زبان میں خاوند کے لئے خوش خلقی، محبت اور پیار کا سحر ہونا چاہیئے۔

ترکِ زکوٰۃ کا عذاب
سرورِ کائنات کی نظر میں

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ صُفِّحَتْ لَہٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَنْبُہٗ وَ جَبِیْنُہٗ وَ ظَھْرُہٗ کُلَّمَا رُدَّتْ

اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ
اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی
سَبِیْلُهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَی النَّارِ ۔
(مشکوٰۃ شریف)

(ترجمہ) حضرت ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو سونے یا چاندی والا (صاحبِ نصاب) اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے گا، تو قیامت کے دن اس کے لئے بنائے جائیں گے (سونے چاندی کے) تختے آگ کے،۔ اور دوزخ کی آگ سے ان کو خوب گرم کرکے اس شخص کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب (ٹھنڈے ہونے پر تختے) جدا کئے جائیں گے، (بدن سے) پھر (گرم کرکے) لائے جائیں گے، اور (اس روز) برابر یہ کام ہوتا رہے گا۔ جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی۔ بالآخر جب (حشر کے دن) بندوں کا فیصلہ ہوگا۔ تو اس کو یا تو جنت کا راستہ دکھایا جائے گا۔ (اگر اس عذاب سے اس کا ترکِ زکوٰۃ کا گناہ جھڑ جائے گا)۔ اور یا دوزخ کا (اگر ابھی گناہ اور ہوگا)۔

محشر کے دن خلقت حساب میں ہو گی اور تارکِ زکوٰۃ عذاب میں

حدیث متذکرۃ الصدر سے معلوم ہوا کہ محشر کے دن خلقت حساب میں ہوگی۔ اور زکوٰۃ نہ دینے والے عذاب میں ہونگے، مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کے تارکوں کو میدان محشر میں ہی عذاب شروع ہو جائے گا۔ اور آہ! — حشر کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ اس کی تشریح یہ ہے۔ کہ کافروں کو قیامت کا دن ایسا دراز معلوم ہوگا۔ یعنی پچاس ہزار برس کے برابر — دوسرے گناہگاروں کو بھی بقدر ان کے گناہوں کے دراز معلوم ہوگا۔ اور کامل مومنوں، موحدوں، عاملوں کو یوم محشر بقدر دو رکعت نماز کے دکھائی دے گا۔

پھر تارک زکوٰۃ یومِ محشر میں عذاب بھگت کر نجات پا گیا۔ یعنی اس قدر عذاب سے اگر اس کا ترکِ زکوٰۃ کا گناہ مٹ گیا، اور اس کے ذمہ دوسرے گناہ نہ ہوتے تو اسے جنت کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔ اور اگر اس قدر عذاب سے اس کے گناہ نہ جھڑے۔ تو پھر دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

صاحبِ نصاب، مالدار بھائیو! — اپنے مالوں کا حق ہر سال ادا کر دیا کرو۔ زکوٰۃ ضرور نکالا کرو۔ جس اللہ نے

مال دیا ہے۔ اس کے نام کا، اس کی خوشی کی خاطر خوب خرچ کیا کرو۔ کہ آخر چھوڑ جانا ہے۔ اور اللہ کے پاس چل کر مال کا حساب دینا ہے۔

میدانِ محشر میں

تارکِ زکوٰۃ کے عذاب کا منظر

حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ جس شخص کے پاس (دنیا میں) اونٹ، یا گائیں یا بکریاں ہوں گی۔ اور وہ ان کی زکوٰۃ نہ دے گا۔ تو لائے جائینگے وہ (جانور) قیامت کے دن اس حال میں کہ بہت بڑے ہونگے، اور بہت موٹے ہونگے، پھر (میدانِ محشر میں) کھیلیں گے اس کو پاؤں اپنے سے اور ماریں گے اس کو سینگوں اپنے سے۔ کُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰھَا رُدَّتْ اُوْلٰھَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ۔ جب گزریں گے (مارتے ہوئے) پچھلے ان (جانوروں) کے، پھر لائے جائیں گے پہلے ان کے۔ یہاں تک کہ آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ (بخاری۔ مسلم)

نوٹ:۔ معلوم ہوا کہ خلقت تو حشر میں حساب میں ہوگی، اور تارک زکوٰۃ، ترکِ زکوٰۃ کے گناہ کے عذاب میں

ہوگا۔ صاحبِ نصاب لوگوں کے لئے غور کا مقام ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق جامع ارشاد اور لرزہ خیز انتباہ

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو خزانہ والا

(یعنی سونے چاندی کا نصاب رکھنے والا) اپنے خزانہ کی زکوٰۃ نہ دے گا۔ تو (قیامت کے دن) اس کے خزانہ کو دوزخ کی آگ میں گرم کرکے (اس کے) تختے بنا کر ان سے صاحبِ مال کے دونوں پہلوؤں، اور پیشانی پر داغ لگائے جائینگے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ کر چکے گا، اور وہ دن (پورا ہو جائے گا) جس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی۔ تو (پھر) یا تو اس شخص کو جنت کا راستہ بتا دیا جائے گا (اگر اس کے گناہ کی سزا پوری ہو گئی) یا دوزخ کا۔ (اگر اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہوئی)۔

اور جو اونٹوں والا

اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دے گا۔ (قیامت کے دن) اُن ہی اونٹوں کی جھپٹ سے اس کو چٹیل میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا۔ اونٹوں کی تعداد پوری ہوگی۔ جتنے (دنیا میں)

تھے۔ اس سے (ہرگز) کم نہ ہوگی۔ اور یہ پوری تعداد اس کو (میدانِ محشر میں) روندے گی۔ جونہی پچھلی جماعت روندتی ہوئی گزرے گی۔ فوراً اگلی جماعت، پھر دوبارہ (روندنے) آ جائے گی۔ یہاں تک (یہ عذاب ہوگا) کہ اس روز کی مقدار پچاس ہزار برس کی پوری ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا فیصلہ کر چکے گا۔ (یعنے حساب لے چکے گا) اس وقت اُس شخص کو یا جنت کا راستہ بتا دیا جائے گا۔ (اگر سزا پوری ہو گئی) یا دوزخ کا (اگر سزا پوری نہ ہوئی)

اور جو بکریوں والا

بکریوں کی زکوٰۃ نہ دے گا۔ تو (قیامت کے دن) اُن ہی بکریوں کی جھپٹ سے اُس کو چٹیل میدان میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا۔ بکریوں کی تعداد جتنی (دنیا میں تھی اتنی ہی ہوگی۔ یہ بکریاں اپنے کھروں سے اس کو پامال کرینگی اور سینگوں سے ماریں گی۔ اس وقت ان میں کوئی بکری مُنڈی یا الٹے سینگوں والی نہ ہوگی۔ جونہی پچھلی جماعت (مارتی ہوئی) گزرے گی۔ فوراً اگلی جماعت دوبارہ آ جائے گی۔ یہاں تک (سزا ہوگی) کہ اس روز کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکے گا۔ تو اس شخص کو یا جنت کا راستہ بتا دیا

جائے گا۔ یا دوزخ کا۔

صحابہؓ نے عرض کیا

اے اللہ کے رسولؐ! گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا! گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت کے دن تک خیر وابستہ رہے گی، (سنو!) گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض آدمیوں کے لئے باعثِ وبال، بعض کے لئے باعثِ تحفظِ عزت۔ بعض کے لئے باعثِ ثواب۔ (سنو!) باعثِ ثواب وہ گھوڑے ہیں۔ جن کو آدمی اللہ کی راہ میں (کام آنے کے لئے) تیار رکھتا ہے، ایسے گھوڑے اپنے پیٹ کے اندر جو کچھ (دانہ گھاس پانی وغیرہ) اتارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض مالک کے لئے ثواب لکھ دیتا ہے۔ اگر مالک ان کو سبزہ زار میں چرایا ہے۔ تو جو کچھ گھوڑے کھاتے ہیں۔ اس کی مقدار کے برابر اللہ تعالیٰ (اس کے نامۂ اعمال میں) ثواب لکھتا ہے۔ اگر کسی دریا سے پانی پلاتا ہے۔ تو پیٹ میں اترنے والے ہر قطرہ کے عوض اس کو ایک ثواب ملے گا۔ حضورؐ والا نے فرمایا۔ کہ ایسے گھوڑوں کی لید، اور پیشاب کے عوض بھی مالک کو ثواب ملے گا۔ (یہاں تک کہ) اگر وہ گھوڑے ایک دو ٹیلوں پر چکر لگائیں گے۔ تو جو قدم ڈالیں گے ہر قدم کے عوض مالک کو ثواب ملے گا۔

اور (عزت کے) بچاؤ کے گھوڑے وہ ہیں۔ جن کو آدمی برقراریٔ عزت، اور اظہارِ نعمتِ الٰہی کے لئے باندھتا ہے اور جو حقوق گھوڑوں کی پشتوں، اور پیٹوں سے وابستہ ہیں ان کو بھی فراموش نہیں کرتا۔

ہاں وہ گھوڑے (مالک کے لئے) باعثِ وبال ہیں جن کو دکھاوٹ، غرور، تکبر، اور اترانے کے لئے باندھتا پالتا ہے۔

صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ان کے متعلق کوئی (مستقل) حکم نازل نہیں فرمایا۔ ہاں یہ آیتِ[1] جامع موجود ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(پ ۳۰ ع ۲۴)

• تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس نیکی کو (بچشمِ خود) دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اس برائی کو (بچشمِ خود) دیکھ لیگا۔ (صحیح مسلم)

---

[1] مطلب یہ ہے۔ کہ اگر گدھے سے نیک کام لے گا۔ تو ثواب ملے گا اور اگر برا کام لے گا تو گناہ ہوگا۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا خوفناک انجام

حضرت ابی ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہوتے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ بِشِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ ۔ اَلْاٰیَۃ ۔ (رواہ البخاری)

(ترجمہ) جس شخص کو اللہ نے مال دیا۔ پھر نہ دی زکوٰۃ اس کی۔ تو بنایا جائے گا مال اس کا قیامت کے دن گنجا سانپ۔ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ ڈالا جائے گا (وہ) سانپ بطور طوق کے اس کی گردن میں قیامت کے دن، پھر وہ پکڑے گا دونوں باچھیں اس کی۔ اور کہے گا۔ میں ہوں مال تیرا۔ میں ہوں گنج تیرا۔ پھر حضورؐ نے (موافق حال) پڑھی یہ آیت۔ اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ تا آخر آیت۔

پوری آیت یہ ہے!

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ہ رپ ع ۹)

" اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے وہ بہتر ہے واسطے ان کے، بلکہ وہ (مال بغیر زکوٰۃ کے) بُرا ہے واسطے ان کے، البتہ طوق پہنائے جائیں گے وہ چیز کہ بخل کیا ہے ساتھ اس کے دن قیامت کے، اور واسطے اللہ کے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے "

تارکِ زکوٰۃ کو گنجا سانپ ڈسے گا

اس آیت کا مفہوم جو حضور انورؐ نے حدیث بیان کر کے پڑھی تھی، یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال دے رکھا ہے۔ اگر وہ مال میں بخل کریں گے۔ یعنے اس کی زکوٰۃ نہ دیں گے۔ تو اس زکوٰۃ نہ دینے کو وہ اچھا نہ سمجھیں کہ مال میں کمی نہیں ہوتی۔ ہزار میں سے پچیس

روپیہ نہیں نکلے، بلکہ وہ اس بخل کو برا سمجھیں کہ قیامت کے دن یہ مال آگ کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔

حضور انور ؐ نے حدیث میں طوق کی یوں تشریح کی ہے، کہ وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا کر جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے۔ تارکِ زکوٰۃ کی گردن میں بطور طوق ڈالا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کی باچھیں کاٹے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بات پر صدق دل سے ایمان لانا چاہیئے اور بحیثیت مسلمان یقین کرنا چاہیئے۔ کہ تارکِ زکوٰۃ کو یہ عذاب ہو کر رہے گا۔ جب عذاب کی حقیقت پر ایمان ہے۔ تو پھر اس عذاب سے بچنے کے لیئے ہر صاحبِ نصاب کو ضرور زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

سونے چاندی کا نصاب اور شرح زکوٰۃ

حدیث شریف کی کتاب بلوغ المرام میں سونے کا نصاب بیس دینار آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس بیس دینار سونا ہو، اور اس پر ایک سال گزر جائے۔ تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینی فرض ہے۔ یعنی نصف دینار، اور

اگر سونا بیس دینار سے کم ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔
یاد رکھیں ۔کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے
تو بیس دینار ساڑھے سات تولے سونا ہوا۔ پس ½ ۷ تولہ
کی مقدار سونے کا نصاب ہے۔اس پر زکوٰۃ سوا دو ماشے
سونا، یعنی چالیسواں حصہ دینی پڑے گی۔ ساڑھے سات تولہ
سونا سے کم وزن پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب:۔ چاندی کا نصاب جو ابو سعید خدریؓ
کی روایت میں، جو بخاری اور مسلم میں آئی ہے، رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ اوقیہ مقرر فرمایا ہے۔اوقیہ چالیس
درہم کا ہوتا ہے۔پس پانچ اوقیہ دو سو درہم چاندی ہوتی
ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور رتی کا پانچواں حصہ ہوتا
ہے۔(۳ ماشہ ۔ ⅕ ۱ رتی)۔ تو پانچ اوقیہ؛ یا دو سو درہم
کے چھ سو تیس ماشے یعنے ساڑھے باون تولے (½ ۵۲) بنتے
ہیں۔ یہ ساڑھے باون تولے چاندی کا نصاب ہے، اس

(بقیہ ص۹۸) ؎ حضرت عباس رضؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سال
گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے کے متعلق پوچھا۔ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذَالِكَ۔ تو آپ
نے اس کو اس کی اجازت دے دی۔(مشکوٰۃ) پس اگر کوئی سال سے قبل یعنے پیشگی
زکوٰۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب اس نصاب پر سال گزر جائے۔ تو چالیسواں حصہ یعنی پانچ درہم زکوٰۃ دینی پڑے گی۔

حساب کی آسان صورت

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ دینے کی آسان صورت یہ ہے۔ کہ جس کے پاس سونا اور چاندی بقدر نصاب موجود ہو اور اس پر سال گزر جائے تو سونے اور چاندی کا وزن کرکے وقت کے نرخ کے مطابق قیمت لگائیں۔ جتنی رقم بنے۔ اس سے اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ گن لیں۔ یہی چالیسواں حصّہ ہے۔ اور زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت نصاب بھی شامل کرنا ہے۔ مثلاً چالیس تولے سونے کی زکوٰۃ دینی ہے۔ تو نصاب ۷½ تولے نکال کر باقی وزن کی قیمت نہیں لگانی۔ بلکہ پورے چالیس تولے سونے کی قیمت لگانی ہے۔

فرض کیجیے۔ آپ کے پاس پچاس تولے سونا ہے اور سو تولے چاندی ہے۔ تو اس کی زکوٰۃ یوں دیں۔ کہ بازار سے سونے کا بھاؤ دریافت کریں۔ سونے کا بھاؤ ۱۳۰ روپے فی تولہ ہے۔ تو پچاس تولے سونے کی قیمت ۶۵۰۰ روپیہ ہوئی، اڑھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے ۱۶۲ روپے ۸ آنے زکوٰۃ ہوئی۔

اسی طرح سو تولے چاندی کی زکوٰۃ یوں دیں کہ وقت کا نرخ مثلاً ڈیڑھ روپیہ فی تولہ ہے۔ تو سو تولہ چاندی کے

ڈیڑھ سو روپیہ (۱۵۰) ہوئے۔ اڑھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے ۳ روپے ۱۲ - آنے زکوٰۃ ہوئی۔

ایسے ہی نقدی کا حساب کریں۔ آپ کے پاس جتنے سَو روپیہ ہوں۔ اڑھائی روپیہ فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ دیں یا جتنے ہزار روپیہ ہوں - ۲۵ - روپیہ فی ہزار کے حساب سے زکوٰۃ نکالیں۔ یہ بھی چالیسواں حصہ ہی ہے۔

نصاب سے کم وزن پر زکوٰۃ

یہ تو آپ معلوم کر چکے۔ کہ سونے اور چاندی کے مقررہ نصاب سے کم وزن پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ یعنی ساڑھے سات تولے سونے اور ساڑھے باون تولے چاندی سے کم وزن پر زکوٰۃ دینی فرض نہیں۔ لیکن اگر کوئی سعید فطرت نصاب سے کم وزن پر اپنی خوشی سے زکوٰۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ اس کو ضرور ثواب ملے گا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو صدقۃ الغنم کے متعلق صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَّدِّقُ فرما کر مالک کو اپنی خوشی سے (کم نصاب پر بھی) زکوٰۃ دینے کی رخصت دی ہے۔

اونٹوں کی زکوٰۃ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے

بخاری شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب پانچ اونٹ[1] مقرر فرمایا ہے۔ پانچ اونٹوں میں تین بکریاں۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں اور پچیس اونٹوں میں ایک سالہ اونٹنی، پینتیس تک، اور اگر ایک سالہ اونٹنی نہ مل سکے۔ تو دو سالہ بچہ اونٹ دیں۔ پھر جب پینتیس سے زائد ہو جائیں۔ تو ساٹھ تک تین سالہ بچہ دیں۔ اور پچھتر تک چار سالہ اونٹنی دیں۔ پھر نوے تک دو بنت لبون (یعنے دو دو برس کی دو اونٹنیاں) اور ایک سو بیس تک تین برس کی تین[2] اونٹنیاں۔ اور جب ایک سو بیس سے زاید ہوں۔ تو ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی دیں۔ اور ہر پچاس پر تین برس کی اونٹنی دیں۔ (بخاری شریف)

بکریوں کی زکوٰۃ

بکریوں کی زکوٰۃ کا نصاب رسول اللہ

---

[1] رحمتِ عالم نے فرمایا جس شخص کے پاس چار اونٹ ہوں۔ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ۔ پس نہیں ہے ان میں زکوٰۃ۔ (کیونکہ وہ نصاب کو نہیں پہنچے) اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا۔ مگر یہ کہ چاہے مالک ان کا۔ (مشکوٰۃ) یعنی مالک اپنی خوشی سے ان کی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

[2] یا دو حِقّے۔ یعنے چار سال کے دو بچہ اونٹ۔ (ابن ماجہ)

صلے اللہ علیہ و سلم نے چالیس بکریاں مقرر فرمایا ہے۔ چالیس بکریوں سے ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اور ایک سو بیس سے لے کر دو سو تک دو بکریاں۔ اور دو سو سے تین سو تک تین بکریاں زکوٰۃ دیں۔ اس کے بعد ہر سینکڑے پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

چالیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ حضور انورؐ نے فرمایا۔ اگر بطور خیرات کے مالک دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (بخاری شریف)

گائیوں کی زکوٰۃ

گائیوں کا نصاب زکوٰۃ تیس گائیں ہیں۔ اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ گائیوں کی شرح زکوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ تیس گائیوں میں ایک بچہ جو دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو۔ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔ اور چالیس گائیوں میں دو سالہ بچہ (جو تیسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو)۔ دینا چاہیئے۔ (پھر جس قدر زیادہ ہوں۔ اسی حساب سے دیتے جائیں)۔" (ابن ماجہ)

کھجوروں کی زکوٰۃ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ وسق (بیس من) سے کم کھجوروں

میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

(نوٹ) تیس من کھجوروں میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

شہد کی زکوٰۃ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کہ اس کی ہر دس مشکوں میں ایک مشک زکوٰۃ دو۔ (ترمذی)

پہنے ہوئے زیور پر زکوٰۃ

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ زیور چونکہ استعمال میں رہتا ہے۔ اس لئے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اور جو پڑا رہتا ہے۔ اس میں ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ زیور کی ایک دفعہ ہی زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ ہر سال نہیں۔ عرض ہے۔ کہ یہ سب سنی سنائی باتیں ہیں۔ ان پر کوئی دلیل ہماری نظر سے نہیں گزری۔ سونا چاندی استعمال میں ہو یا پڑا رہے۔ کسی حالت میں ہو۔ اس پر ہر سال زکوٰۃ دینی فرض ہے۔ دلیل ملاحظہ ہو۔

سونے کے کڑوں پر زکوٰۃ کا حکم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں دو عورتیں حاضر ہوئیں۔ جن کے ہاتھوں میں سونے کے کڑے تھے۔ حضور انورؐ نے ان سے پوچھا۔ کیا ان کڑوں کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں! سرورِ عالم صلے

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ خدا تمہیں (قیامت کے دن) آگ کے دو کڑے پہنائے۔ وہ بولیں نہیں حضورؐ! (توبہ) آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ فَاَدِّیَا زَکٰوتَہٗ۔ پھر اس سونے کی زکوٰۃ دو" (ترمذی شریف)

گروہِ زناں زکوٰۃ دو

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہِ زناں! اپنے مال کی زکوٰۃ نکالا کرو۔ اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن تم (زیور کی زکوٰۃ نہ دینے کے سبب) اکثر دوزخی ہوگی۔ (ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ میں پہنا کرتی تھی اوضاح سونے کے۔ (اوضاح ایک قسم کا زیور تھا) میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! کیا یہ کنز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جو مال اتنا ہو جائے جس میں زکوٰۃ دینی لازم آئے۔ پھر اس کی زکوٰۃ دے دی جائے۔ تو وہ کنز نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

کنگنوں کی زکوٰۃ دیتی ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ اور بیٹی کے [illegible]

ہیں دو کنگن تھے موٹے موٹے سونے کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (دیکھ کر) فرمایا۔ اتعطین زکوٰۃ ھذا۔ کیا تم اس کی (یعنی سونے کی) زکوٰۃ دیتی ہو؟ وہ بولی۔ نہیں! آپؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ قیامت کے دن تجھ کو دو کنگن آگ کے پہنائے؟ (یہ سن کر) اس نے کنگنوں کو اتارا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیا۔ اور کہا۔ ھُمَا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ۔ یہ کنگن اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہیں۔ (ابوداؤد)

مالِ تجارت میں زکوٰۃ

حضرت سمرہ بن جندبؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے ہمیں سوداگری کے مال میں سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد)

نوٹ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے اس حکم کے مطابق، تمام سوداگروں، تاجروں اور ہر قسم کی دکان داری کرنے والوں کو ہر سال مال گن کر اس کا وقت کے مطابق نرخ لگا کر اڑھائی روپیہ سینکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیئے۔

زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس زراعت میں آسمان سے پانی پہنچے۔ یا نہر سے یا چشمے سے یا خود بخود زمین کے اندر سے تری پہنچے۔ اس میں (یعنی ایسی زراعت میں۔ جو بھی زمین اگائے) دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اور جس زراعت میں پانی کنوئیں سے کھینچ کر دیا جائے۔ اس میں بیسواں حصہ لازم ہے۔ (ابوداؤد)

نوٹ:۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ زمین کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ ہے۔ زمینداروں کو اللہ سے ڈر کر اپنی زراعت سے زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ تاکہ ان کا اناج پاک ہو جائے۔ اور حلال ہو کر کھانے کے لیئے با برکت بن جائے۔

پھلوں کیلئے زکوٰۃ

ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

كُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ۔ (پ ۸ ع ۴)

"کھاؤ اس کے پھل سے جب (درخت) پھل لائے۔ اور دو حق اس کا اس کے کاٹنے کے دن"

نوٹ:۔ مال کی زکوٰۃ برس کے بعد ہے۔ اور پھلوں کی جب کاٹے جائیں۔

مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو

محنت، مزدوری، دستکاری، ملازمت، زراعت، تجارت

اور سوداگری سے کمانا حلال کی روزی ہے، دھوکے، رشوت، اور بد دیانتی سے بچ کر اگر کوئی بڑا مال دار ہو جائے، لاکھوں، کروڑوں روپیہ کا مالک بن جائے۔ کارخانے، ملیں (MILLS) کوٹھیاں، بنگلے بنالے۔ زمینیں خریدے۔ اسلام اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔ یہ سب کچھ — دولت اور خزانے — اس کے لئے مبارک ہیں۔ صرف ایک شرط پر — اور وہ ہے زکوٰۃ ادا کرنا۔ جب سونے چاندی کی، نقدی کی، چارپایوں کی، پیداوار کی، جائیدادوں کے کرایہ، اور تمام مالِ تجارت کی زکوٰۃ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان، اور شرع کے مطابق ادا کردی۔ تو دولت کے انبار، اور خزائن مالک کے لئے حلال اور با برکت ہیں۔

زکوٰۃ دینے کے علاوہ بھی۔ دنیا کی آرائش۔ زیب و زینت۔ اموال و خزائن، اور اموال کو چھوڑ کر خالی ہاتھ رخصت ہونے والے بھائیوں کو چاہیئے۔کہ وہ شب و روز صدقات و خیرات اور انفاق کی برکھا بن کر ناداروں، محتاجوں، تنگ دستوں، مفلسوں، مسکینوں کے "خشک کھیتوں" کو سیراب کیا کریں۔ ان کے خزاں دیدہ بوستانوں پر بذل و عطا کی بہاراں بنیں۔ اللہ کی رضا کے لئے دین کے تقاضوں پر صرفِ خزائن کریں۔ قومی، ملی، اور ملکی

ضروریات پوری کرکے اپنے پروردگار کو راضی کریں۔ کہ آخر یہ سب مال و دولت اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اور چند روزہ ہے۔ ؎

یہ عالَم یہ ہنگامۂ رنگ و صوت
یہ عالَم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت
یہ عالَم یہ بت خانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش
خودی کی یہ ہے منزلِ اولیں!
مسافر، یہ تیرا نشیمن نہیں
تری آگ اس خاکداں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں
بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر
طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر

یاد رہے کہ انسان دُنیا میں

محض مال و دولت اکٹھی کرنے اور دادِ عیش دینے کے لئے نہیں آیا ہے۔ بلکہ وہ بہشت سے نکل کر اس جہان میں مسافر بن کر آیا ہے۔ اس "حادثہ" کے بعد اس کو سنبھل کر قدم رکھنا چاہیئے۔ تاکہ اس کی زندگی کا خاتمہ ایک طربیہ

بنے۔ نہ کہ المیہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجتا ہے کہ وہ "مسافروں" کو اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دیں۔ تاکہ ان کا انجام بخیر ہو۔ اور یہ سفر سے بعافیت گھر لوٹ آئیں۔ ؎

نہ تو زمیں کے لئے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے

خدائے لم یزل نے سارا جہان اور جہان کی تمام نعمتیں محض انسان کی خدمت کے لئے بنائی ہیں۔ تاکہ اس مسافر کا سفر آرام سے گزرے۔ پھر اگر کسی انسان کو یہاں کی نعمتیں، اموال و خزائن اور دولت کے انبار فراوانی، اور کثرت سے مل گئے ہیں۔ تو یہ اللہ کی دین ہے، اسے چاہیئے کہ سانپ بن کر دولت پر نہ بیٹھ جائے۔ بلکہ اسے کھائے اور کھلائے۔ مال کو اللہ کے نام پر نچھاور کرے۔ جو مدیں اور مصارف اللہ نے بتائے ہیں۔ ان پر خرچ کرے۔ زادِ راہ بنائے۔

ہزاروں روپیہ کی ملکیت، لاکھوں کا قبضہ اور کروڑوں کے بنک بیلنس رکھنے والے بھائیو! مرنے کے بعد غسل کا تصور، تکفین کا خیال، اور بننے والی قبر کا دھیان کرکے سوچ

کہ آپ کے ساتھ کیا چیز جائے گی ؟ کچھ نہیں ! البتہ وہ صدقات و خیرات ، اور انفاقِ فی سبیل اللہ جو رضائے الٰہی کے لئے کئے گئے ہوں گے ۔

موت سے پہلے خیرات کرو

ارشاد خداوندی ہوتا ہے ۔

وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ (پ۲۸ ع ۱۴)

" اور ہم نے تجھ کو جو (مال و دولت وغیرہ) دے رکھا ہے۔ اس میں سے (اللہ کی راہ میں بھی کچھ) خرچ کرتے رہا کرو۔ (مگر) اس سے پہلے (ہی خرچ کرلو) کہ تم میں سے کسی کی موت آموجود ہو۔ اور وہ (اس وقت) کہنے لگے۔ کہ اے میرے پروردگار! کاش تو مجھ کو تھوڑے دنوں کی اور مہلت دیتا ۔ اور میں خیرات کرتا اور نیک بندوں سے ہوجاتا "

زندگی کا بھروسہ نہیں

موت کے آنے سے پہلے پہلے راہ خدا میں خرچ کریں۔ صدقات و خیرات — زکوٰۃ سے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کریں ۔ کہ ؎

زندگی کہتی ہے غافل میں فنا کا باب ہوں
چھیڑتے ہیں سازِ غم جس سے میں وہ مضراب ہوں
عافیت سے دور رکھتی ہوں اذیت سے قریب
منتشر بادل کا سایہ ہوں پریشاں خواب ہوں

ثعلبہ انصاری کو فتنۂ مال نے ہلاک کر دیا

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ!

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے عرض کیا۔ حضورؐ! میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ مجھے مال و متاع عطا فرمائے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا :-

و یحك یا ثعلبة قلیل تودی شکرہ
خیر من کثیر لا تطیقہ۔

" اے ثعلبہ! بربادی تیری۔ تھوڑا مال ایسا کہ جس کا تو شکر ادا کرے، ایسے بہت سے مال سے بہتر ہے۔ جس کے شکر کرنے کی تو طاقت نہ رکھے "

ثعلبہ نے دوبارہ عرض کیا۔ کہ حضورؐ دعا فرمائیے۔ آپ

نے ارشاد فرمایا۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول کی مانند ہو؟ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ کہ اگر میں چاہوں۔ کہ پہاڑ میرے واسطے سونے چاندی کے ہو جائیں۔ تو (اللہ کے فضل اور تصرف سے) ہو کر میرے ساتھ چلیں ثعلبہ نے پھر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی۔ کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ کہ اگر آپ اللہ سے دعا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا کرے۔ تو میں ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاؤں گا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا ؎

"میرے اللہ ثعلبہ کو مال عطا کر دے"

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں۔ کہ پھر ثعلبہ نے کچھ بکریاں لیں۔ اور (اللہ کی شان) وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں، یہاں تک کہ مدینہ کی آبادی میں اس کا رہنا دشوار ہو گیا۔ پھر وہ باہر وادی میں جا رہا۔ ظہر، اور عصر کی نماز جماعت سے آکر پڑھتا، اور باقی نمازوں میں جماعت چھوڑ دی۔ اس کا مال اور بڑھ گیا۔ اتنی کثرت ہوئی کہ دور جنگل میں چلا گیا۔ اب تو جماعت سے نماز بالکل چھوڑ دی۔

البتہ جمعہ کے روز جماعت میں حاضر ہوتا۔ بکریوں کی کثرت اسی طرح کیڑوں کی طرح جاری تھی۔ یہاں تک کہ ــــ (مال کی محبت، اور کثرتِ مشاغل کے باعث) جمعہ بھی چھوٹ گیا۔ آنے جانے والے لوگوں سے راہ میں ملتا، اور خبریں دریافت کر لیتا۔

ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثعلبہ نے کیا کیا؟ لوگوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس نے بکریاں پالیں۔ اور ان کی کثرت کے باعث اس کو مدینہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ اسی طرح اس کا سب حال بیان کیا۔ تو حضور انورؐ نے فرمایا۔ یا ویح ثعلبہ یعنی ثعلبہ کی خرابی۔

اسی اثناء میں اللہ تعالے نے مالوں میں سے صدقات (زکوٰۃ) لینے کا حکم نازل فرما دیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جہینہ میں سے ایک، اور بنو سلیم میں سے ایک آدمی مقرر کیا۔ اور دونوں کو مسلمانوں سے صدقات لینے کی کیفیت لکھ دی۔ اور ان کو کہا۔ کہ ثعلبہ، اور فلاں مرد اسلمی کے پاس بھی جانا۔ اور ان دونوں سے صدقات (زکوٰۃ) لے آنا۔

یہ دونوں عامل روانہ ہو کر ثعلبہ کے پاس آئے، اور

اس کو صدقہ (زکوٰۃ) کے لئے کہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا۔ یہ (زکوٰۃ کا مطالبہ) اور کچھ نہیں یہ تو جزیہ ہے یا جزیہ کی بہن صدقہ ہے میری تو سمجھ میں نہیں آتا (کہ یہ زکوٰۃ کیا ہے)۔ اچھا تو تم جاؤ۔ اور فارغ ہوتا تو پھر میرے پاس سے ہوتے جانا۔

وہ دونوں مرد اسلمی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اس نے ان کے آنے، اور صدقہ کا حکم نازل ہونے کا حال سُنا۔ تو اپنے اونٹوں میں سے اچھے اچھے صدقہ کے لئے چھانٹ لئے۔ اور لے کر دونوں کا استقبال کیا۔ ان عاملوں نے اونٹوں کو دیکھا۔ تو کہا۔ بھائی! ایسے عمدہ اور اچھے اونٹ چھانٹ کر دینا تم پر واجب نہیں ہے۔ اور ہم تجھ سے یہ نہیں لینا چاہتے۔ اس نے کہا۔ واجب نہ سہی۔ مگر میرے دل کی خوشی اسی میں ہے۔ کر لے لو۔ یہ سب صدقہ ہی کے لئے ہیں۔ پھر انہوں نے وہ اونٹ لے لئے۔ اور اسی طرح حکم کے مطابق، اور لوگوں سے صدقات لیتے ہوئے۔ پھر ثعلبہ کی طرف لوٹ کر آئے۔

ثعلبہ نے کہا۔ وہ فرمان تو دکھاؤ۔ جب دکھایا۔ تو اس کو پڑھ کر کہنے لگا۔ یہ اور کچھ نہیں۔ یہ جزیہ ہے۔ یہ اور کچھ نہیں۔ یہ جزیہ کی بہن صدقہ ہے۔ اچھا! اس وقت

تو تم جاؤ ، میں اس بارے میں اپنی رائے سے غور کرونگا۔

وہ دونوں روانہ ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور ابھی دونوں نے کچھ عرض نہ کیا تھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھتے ہی فرمایا۔ (کہ بذریعہ وحی سب حال معلوم ہو گیا تھا) یا ویح ثعلبة۔ ثعلبہ کی بربادی آئی۔ اور مرد اسلمی کو (جس نے اچھے اچھے اونٹ چھانٹ کر بخوشی خاطر دیئے تھے) دعا دی۔

پھر ان دونوں نے سلام عرض کر کے حال بیان کیا۔ کہ ثعلبہ نے ایسا ایسا کہا۔ اور مرد اسلمی نے اس طرح صدقہ کے اونٹ بخوشی خاطر اصرار سے ہم کو دیئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (ثعلبہ کی مذمت میں) یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۶)

(ترجمہ) اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ عہد کیا اللہ سے، اگر دے گا ہم کو (مال) اپنے فضل سے۔ تو ضرور ہم خیرات (زکوٰۃ) دیں گے، اور البتہ ہونگے ہم صالحوں سے۔ پھر جب دیا ان کو (اللہ نے مال) اپنے فضل سے (تو) بخل کیا اس میں اور پھر گئے (عہد سے) اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔ پھر اس کا اثر رکھا نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ ملیں گے اس سے، بسبب اس کے کہ خلاف کیا اللہ سے، جو وعدہ کیا تھا اس سے، اور بسبب اس کے کہ جھوٹ بولتے تھے۔ کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے بھید ان کا اور مشورہ ان کا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے غیبوں کا۔"

ثعلبہ نے مال سے از حد محبت کی، اور خدا کا حکم آنے پر زکوٰۃ نہ دی۔ اور خدا سے وعدہ خلافی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منافق قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ۔ اور (منافقوں میں سے) بعض وہ شخص ہے (یعنی ثعلبہ) کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ میں لے کر)۔

لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل

سے ہم کو (کثرت سے مال) دیا۔

لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ تو ضرور ہم زکوٰۃ و خیرات دیں گے اور ضرور ہم صالحین سے ہو جائیں گے۔ (کیا زبردست عہد کیا ثعلبہ نے صدقہ مفروضہ، اور غیر مفروضہ ادا کرنے کا)۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ۔ پھر جب اللہ نے ان کو (کثرت سے مال) دیا تو اس مال سے بخل کر گئے کچھ بھی صدقہ نہ دیا۔

ثعلبہ نے ایسا بخل کیا۔ کہ عاملین زکوٰۃ کو کہنے لگا۔ یہ صدقہ کیسا؟ یہ تو جزیہ ہے۔ ڈنڈ۔ یا جزیہ کی بہن صدقہ!

وَتَوَلَّوْا ــــ اور منہ موڑ لیا اللہ کے حکم سے۔

وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ــــ اور حال یہ ہے کہ وہ (منافق) لوگ منہ موڑنے والے ہیں۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ــــ پھر وعدہ خلافی کی سزا میں ان کا نفاق (HYPOCRISY) ان کے دلوں میں بٹھا دیا۔ ان کے دلوں میں نفاق کا اثر رکھا۔

اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ ــــ ان کے دلوں میں نفاق کا اثر اس دن تک رہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے۔ یعنی تا دمِ مرگ۔ الحاصل کہ نفاق پر مریں گے۔ اور نفاق کی سزا

پائیں گے۔

منافق نے یہ سزا کیوں پائی۔ ثعلبہ کی موت نفاق پر کیوں ہوئی ؟

بِمَآ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ ۔ بسبب اس کے کہ خلاف کیا تھا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس سے ۔" اللہ سے عہد کرکے پھر اس کو توڑا ۔

وَ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ۔ اور بسبب اس کے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ۔" ایک تو اللہ سے وعدہ خلافی کی کہ کہا تھا ۔ کہ اگر اللہ کثرت سے مال دے گا ۔ تو اس میں سے صدقہ خیرات دیں گے ۔ جب اللہ نے بے حساب مال دیا تو ثعلبہ نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے کورا جواب دے دیا ۔ کہ صدقہ تو جزیہ کی بہن ہے ۔ اے عاملین زکوٰۃ ! تشریف لے جاؤ ۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں بتائی ہیں ۔

اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ۔ جب بات کرے ، جھوٹ بولے ۔

اِذَا وَعَدَ اَخۡلَفَ ۔ جب وعدہ کرے خلاف کرے توڑ دے ۔

اِذَا اۤؤتُمِنَ خَانَ ۔ جب امانت دیا جائے تو خیانت کرے ۔

اور ایک روایت میں چوتھی نشانی بھی آئی ہے ۔

اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ۔ جب جھگڑے تو فجور کرے ۔ (مشکوٰۃ)

جب ثعلبہ کی ہلاکت میں آیت اتری

تو اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ثعلبہ کا کوئی قریبی موجود تھا۔ اس نے وحی الٰہی کو سنا اور روانہ ہو کر ثعلبہ کے پاس پہنچا اور کہا۔ اے ثعلبہ! تیرے حق میں (قرآن کے اندر) یوں (حکم) نازل ہوا ہے، تیری خرابی تو نے کیا کیا؟

یہ سن کر ثعلبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ میرا صدقہ قبول کریجئے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع کر دیا ہے۔ پھر ثعلبہ نے اپنے سر پر خاک ڈالنی شروع کر دی ۔ حضور نے فرمایا۔ اے ثعلبہ! یہ سب تیرا ہی کیا ہوا ہے (یاد رہے) میں نے تجھے حکم دیا تھا، تو نے اس کی اطاعت نہ کی۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا صدقہ قبول کرنے سے انکار کر دیا (کیونکہ اللہ نہیں چاہتا تھا) تو پھر ثعلبہ اپنے ٹھکانے کو پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حین حیات میں اس کا صدقہ قبول نہ فرمایا۔

ثعلبہ بے نیل مرام حضرت عثمانؓ کے عہد میں مرگیا

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی وفات ہوگئی تو ثعلبہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر قبولِ صدقہ کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے تیرا صدقہ قبول نہ کیا۔ میں بھی قبول نہیں کروں گا۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے بھی جناب سید العالمین صلے اللہ علیہ و سلم کی اطاعت اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی اقتداء میں اس کا صدقہ قبول نہ کیا، اسی طرح حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت، اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی پیروی میں اس کا صدقہ قبول نہ کیا ــــ یہاں تک کہ وہ اسی عہد میں مرگیا۔ (ابن جریر۔ ابن کثیر)

ارشادِ باری تعالےٰ ہے!

اَلَمْ يَعْلَمُوْا۔ کیا منافقوں نے نہیں جانا

اَنَّ اللّٰہَ يَعْلَمُ سِرَّھُمْ وَ نَجْوٰھُمْ۔ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ ان کے سرّ و نجویٰ کو۔ یعنے جو باتیں خفیہ دل میں رکھتے ہیں۔ (مثلاً زکوٰۃ کو دل میں تاوان خیال کرنا) اور

جو آپس میں مشورہ کرتے ہیں ـــــ یہ سب کچھ اللہ جانتا ہے۔

وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ـــ اور بے شک اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ منافقوں کے اسرار خفیہ اور راز مخفیہ اور پوشیدہ مشورت کی باتیں سب اللہ تعالیٰ کو علمِ قدیم سے معلوم ہیں۔ منافق اللہ تعالیٰ کو ہرگز دھوکا نہیں دے سکتے۔

ثعلبہ کے انجام سے درسِ عبرت

ثعلبہ پانچوں نمازیں، اور جمعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے پیچھے پڑھتا تھا۔ آپ کے درس، اور خطبات، سنتا اور صحبتِ پاک کا شرف پاتا تھا۔ اس نے مال کی کثرت چاہی۔ اور حضورؐ کی دعا سے اسے بے حساب مال مل گیا۔ جب اللہ نے اس کو اتنا مال دیا۔ اس نے زکوٰۃ و خیرات کا حکم بھی نازل فرمایا۔ اگر ثعلبہ زکوٰۃ دے دیتا۔ تو اس کا باقی مال پاک ہو جاتا اور بابرکت رہتا۔ لیکن زکوٰۃ نہ دینے کے سبب ثعلبہ ہلاک اور برباد ہو گیا، یہ ظاہر ہے۔ کہ اس نے نہ تو قرآن کے الہامی ہونے کا انکار کیا، اور نہ حضورؐ کی رسالت کا۔ اور نہ اسلام کو ترک کیا۔ تمام باتیں اس میں بظاہر دوسرے مسلمانوں کی طرح موجود تھیں۔ اس نے کیا تو یہ کیا۔ کہ زکوٰۃ نہ دی۔ اس پر آیت بھی اس کی

مذمت میں آ گئی ۔ اور اسے منافق بھی کہا گیا۔ اور اس کا انجام بھی ہلاکت پر منتج ہوا!

آج بھی جو مالدار مسلمان اسلامی معاشرے میں شامل ہیں۔ مسلمان کہلاتے ہیں۔ قرآن اور پیغمبرِ خدا کی رسالت کو مانتے ہیں۔ لیکن زکوٰۃ نہیں دیتے۔ وہ سوچیں کہ کیسے مسلمان ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والا ــ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے والا ــ اور حضورؐ کی زیارت کرنے والا ــ زکوٰۃ نہ دینے کے باعث، اللہ، رسول، اور مسلمانوں کی ناراضگی خرید کر اپنی عاقبت برباد کر بیٹھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا۔ "ثعلبہ ہلاک ہو گیا" زکوٰۃ نہ دینے والے غور کریں۔ کہ وہ ثعلبہ کی طرح زکوٰۃ نہ دے کر کس طرح اپنا دین و ایمان سلامت لے جا سکتے ہیں؟ ثعلبہ کے لرزہ خیز واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

خیرات آخرت میں بھیجو!

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَٰكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ ۝ (پ۳ ع ۲)

"اے ایمان والو! ہمارے دیئے ہوئے میں سے (کچھ نیک راہ میں بھی) خرچ کر لو۔ (مگر) اس سے پہلے کہ وہ دن (قیامت کا) آ موجود ہو۔ جس میں نہ (خرید اور نہ) فروخت ہوگی۔ اور نہ آشنائی، اور نہ سفارش ہوگی۔"

یعنی عمل (زکوٰۃ، صدقات، اور خیرات دینے) کا وقت ابھی ہے۔ آخرت میں نہ عمل بکتے ہیں۔ نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے، نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے، جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے۔ (موضح القرآن)

صدقات وخیرات دینے میں تاخیر نہ کرو کہ جان حلق میں آجائے!

حضرت ابی ہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اَیُّ الصَّدَقَۃِ اَعْظَمُ اَجْرًا۔ کون سا صدقہ اجر میں بہت بڑا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:۔

اَنْ تَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ۔

کہ تو خیرات کرے، اور تو تندرست ہو۔ حریص ہو۔

محتاجی سے ڈرتا ہو۔ وَ تَاْمُلُ الْغِنٰی۔ اور مالداری کی امید کرتا ہو۔ وَ لَا تُمْهِلْ۔ اور خیرات کرنے میں تاخیر مت کر۔ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۔ یہاں تک کہ جان حلق میں آ جائے قُلْتَ، تو کہے۔ لِفُلَانٍ كَذَا۔ اتنا مال فلاں شخص کے لیے ہے۔ وَ لِفُلَانٍ كَذَا۔ اور اتنا مال فلاں شخص کو دے دو وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔ حالانکہ اب تو وہ مال فلاں کا ہو ہی چکا۔ (بخاری شریف)

کتاب وحکمت کے معلّم کا ایمان افروز جواب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے ایک شخص پوچھتا ہے کہ سب سے بڑھ کر اجر و ثواب میں کونسا صدقہ ہے؟ کتاب وحکمت کے معلّم، دنیا جہان کے مزکیّ، اللہ تعالےٰ کے سچے رسول، جناب رحمتِ عالمیاں صلے اللہ علیہ و سلم نے کیسا حکیمانہ، پیارا، اور سنگدل کو پانی پانی کر دینے والا جواب دیا، کہ اُس خیرات، صدقے، اور انفاق کا اجر و ثواب سب سے بڑھ کر ہے۔ جو تندرستی کی حالت میں کیا جائے۔ جب کہ دل امساک، اور حرص کی طرف مائل ہو۔ محتاجی اور ناداری کا خوف، اور مالداری کی اُمید دامنگیر ہو۔

ایک مخیّر دولت مند

انفاق اور امساک کی کشمکش میں!

ایک صحیح سلامت، تندرست اور دولت مند آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے سو روپیہ دینے لگا۔ جب جیب میں ہاتھ ڈالا۔ تو حرص اور بخل نے اندر ہی روک لیا۔ یہ ہاتھ جیب سے باہر نکالتا ہے۔ اور بخل اندر کھینچتا ہے اور ساتھ ہی بخل کہتا ہے۔ دیکھو! سو روپیہ دے کر محتاجی نہ خرید۔ کسی آڑے وقت کے لیے جمع رکھو۔ دکھ، درد، مصیبت، اور بیماری بھی انسان ہی کے لیے ہوتی ہے۔ کام آئے گا زکوٰۃ تو تم مال سے نکال ہی چکے ہو۔ یہ خیرات کوئی ضروری نہیں ہے۔

دولت مند کی ضمیر زندگی کی کروٹ لے کر بولی — زکوٰۃ تو تمہارے مال کے اندر حق تھا۔ ناداروں، اور مفلسوں کا، وہ تو ان کا حق دیا ہے، جیسے کسی کا قرض، یا امانت دینی ہو۔ تو وہ اس کو لوٹا دیں۔ یہ کونسی حاتم طائیت ہے؟ سنو! بندگانِ خدا کے ساتھ نیکی، حسنِ سلوک، احسان ہمدردی کرنا تو یہ ہے کہ اللہ کے مال میں سے اَب خرچ کیا جائے۔ مزدور کو مزدوری دے دی وہ لے کر چلا گیا۔

دوسرے دن پتہ چلا۔ کہ وہ اہل و عیال والا ہے۔ بیمار ہو گیا ہے۔ اب اس کو دس بیس روپے دے دیئے۔ یہ بڑی یعنی نیکی قابلِ ذکر ہے۔ کلرک کو ایک ماہ کی تنخواہ دے کر کہنا۔ کہ میں نے الف کو سو روپیہ دیا۔ کیا کمال ہے؟

تو ضمیر نے جھنجھوڑ کر کہا۔ کہ حق داروں کا حق (زکوٰۃ) دینے کے سوا بارہ مہینے اللہ کے دیئے سے دیا کرو۔ وہ دیکھو! سامنے موت کھڑی تک رہی ہے۔ اور گھات میں ہے۔ وہ تختۂ غسل ہے۔ کفن بھی آ گیا۔ خالی ہاتھ تختے پر لٹا دیا۔ پانی ڈالا۔ کفن میں لپیٹا۔ جنازہ اٹھا۔ قبرستان آ گیا۔ وہ قبر کھدی ہوئی ہے۔ چار تکبیریں ختم ہوئیں۔ لحد میں پہنچا۔ خویش و اقارب اور احباب و اعزہ نے مٹی ڈالی۔ اور مال وارثوں میں بٹ گیا۔

تو چھڑا ہاتھ بخل کے پنجہ سے۔ اور بخوشی خاطر دے اللہ کے نام پر۔ تندرستی، صحت و سلامتی کی حالت میں دینا اجر کے کوہِ الوند کو سر کرنا ہے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے دینا، اگرچہ بخل اور امساک تجھے کمی مال، اور محتاجی سے ڈرا رہے ہیں۔ لیکن تم مت ڈرو۔ جس اللہ نے تم کو اتنی دولت دی ہے۔ وہ پوری طاقت رکھتا ہے۔ کہ فقرو فاقہ کا تجھ پر سایہ نہ پڑنے دے، بیشک تجھے خیال آ

رہا ہے کہ مال جمع رہے، تو تجارت وغیرہ سے اور بڑھے گا لیکن یاد رکھو۔ کہ اللہ کے نام پر خیرات کرنے سے جو آسمانوں اور زمین کی وسعت کو شرمانے والا، اجر و ثواب تمہیں ملے گا، دنیا میں مال بڑھانے کی آرزو سے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ جتنا مال بڑھے گا وہ وارثوں کے کام ہی آئے گا۔ میدانِ محشر میں آڑے وقت تمہارے صدقات و خیرات ہی تمہارے کام آئیں گے۔ ویسے مال حلال کمانے کے لئے خوب محنت کرو۔ لاکھوں پتی بنو۔ لیکن زکوٰۃ اور عام صدقات کے لئے دریا دل رہو۔ ساون کی برکھا بنو۔ اور بادِ بہاری کی چال سے باغوں کو نا آشنائے خزاں رکھو! زندگی یہ ہے۔ جس پر صبح و مسا رحمت الٰہی کی برکھا برستی ہے۔

ضمیر (ایمان) کی اس تذکیر سے دولت مند کے خون میں ایک حرارت پیدا ہوئی۔ ایمان کی قوت نے بخل کا ہاتھ جھٹک کر سو روپیہ کا نوٹ اللہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ مصرفِ ایزدی میں دے دیا۔

غور کریں۔ کہ حضور انورم کے ارشاد کے مطابق کتنا بڑے درجے کا ہے یہ صدقہ — جو حرص و آز۔ بخل و امساک اور مال داری کی امیدوں، اور حرصوں کے پنجے سے چھین کر دیا ہے۔

طلسمِ زندگی ٹوٹ گیا

رحمتِ عالمؐ نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے مال کے خرچ کرنے پر کیسے رقت آمیز پیرایہ میں توجہ دلاتی ہے۔ کہ صدقات و خیرات کرنے میں دیر نہ کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے پروگرام بنتے رہ جائیں۔ اور جان حلق میں آ جائے۔ گھنگرو بولنے لگے۔ اور زندگی بھر خیرات کے منصوبے بنانے والا ــ ٹکٹکی اور غرغرہ کی حالت میں کہے۔ اچھا جاوید و سہیل کو ہزار ہزار دے دو، اور نجمہ کو بھی پانچسو دے دو۔ ان کی والدہ رفعت کو سارا زیور سونے کا دو ــــ اور ... ... اور منہ میں ہی تھا۔ ایک ہچکی آئی، اور طلسمِ زندگی ٹوٹ گیا۔ اور گھر میں کہرام مچ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں۔ جان لبوں پر آجائے، اور اب تو کہے۔ کہ اتنا مال فلاں کو اور اتنا فلاں کو .. .. دے دو۔ اب تیرے کہنے کا کیا فائدہ؟ وَقَدْ کَانَ لِفُلَانٍ۔ حالانکہ اب تو خود بخود فلاں فلاں کا ہو چکا۔ تیرے فلاں فلاں کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

تو تندرستی، صحت، سلامتی کے وقت قرآن کے بیان کردہ مصارف پر صدقہ و خیرات کرتے رہنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِہٖ بِدِرْھَمٍ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِمِائَۃٍ عِنْدَ مَوْتِہٖ ۰ (ابوداؤد)

"بے شک للّٰہ دینا آدمی کا اپنی تندرستی میں ایک درہم، بہتر ہے اس کے لئے سو درہم للّٰہ دینے سے، اپنے مرنے[1] کے وقت"۔

تندرستی میں اور موت کے وقت خیرات کا فرق

معلوم ہوا۔کہ تندرستی اور صحت کی حالت میں اپنے ہاتھ سے ایک روپیہ خیرات کرنا۔ موت کے وقت سو روپیہ خیرات کرنے سے ثواب میں بڑھ کر ہے۔ یہ تو موت کے وقت کی خیرات کا حال ہے۔ کہ نیم جان ہے۔ اور جو مرنے والے کے بعد اس کے ورثار، تیجے دسویں، چالیسویں، برسی، روح ملانے کی غیر اسلامی رسموں پر خرچ[2]

---

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔کہ مرنے کے وقت خیرات کرنے کی مثال اس آدمی کے مانند ہے۔جو تحفہ بھیجتا ہے۔ یعنے کھانا۔ جس وقت پیٹ بھر چکتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

[2] اگر میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے ریا و نمود سے بچ کر حلال مال سے صدقات و خیرات کریں۔ اور مستحقوں کو دیں۔ قرآنی مصارف پر لگائیں تو ثواب پہنچتا ہے۔ (بخاری شریف) لیکن بدعات پر خرچ کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ یاد رکھیں۔

کرتے ہیں۔ یہ کس قطار و شمار میں ہوگا؟ اور جو برادری کی واہ واہ کے لئے اپنے بڑے بوڑھے کے مرنے پر دیگیں پکا کر برادری کو کھلاتے ہیں۔ ایسے لوگ نیکی برباد، گناہ لازم کے مصداق ہوتے ہیں۔ تو اے زندہ سلامت اور تندرست بھائیو! اپنے ہاتھ سے خیرات کر لو۔ راہِ خدا میں دے لو۔ اللہ رسولؐ کے حکم کے مطابق خرچ کر لو۔ دراصل یہی خرچ کیا ہُوا ہی کام آئے گا۔ رسمِ قل، رسمِ دسواں، اور رسمِ چالیسواں کے بھروسہ پر نہ مرنا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا لاکھ صحابہ میں سے کسی کی یہ رسمیں ادا نہیں ہوتی تھیں۔ اور آج بھی سوائے ہمارے ملک کے دنیا میں کہیں ان کا نام و نشان نہیں ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کوئی ان کو حضورؐ کے وقت سے اب تک نہیں جانتا۔

دوزخ کی آگ سے بچو

حضرت عدی بن حاتم رضہ کہتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر سہی۔ (بخاری شریف)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی، اور کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ملے تو میٹھی بات کہہ کر ہی سہی۔ (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ خلوص نیت سے راہِ خدا میں معمولی صدقہ یعنے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا۔ دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔ اگر ایک پیسہ بھی نہ ہو۔ تو سخنِ شیریں سے ہی آگ کو ٹھنڈی کرلو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔ اس سے میٹھی بات کرو، شعلۂ جہنم سرد ہوگا۔

سات آدمی اللہ تعالیٰ کے سایہ میں

حضرت ابی ہریرہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ ۔

"سات آدمی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں لے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا"

(۱) اِمَامٌ عَادِلٌ ۔ بادشاہ انصاف کرنے والا۔

بادشاہ اور اس کے ماتحت سارا عملہ جن کا تعلق رعایا سے ہو۔ یعنے محکمہ پولیس، عدالتیں اور حکومت کے سینکڑوں محکمے اور رفاہِ عامہ کے سرکاری اور نیم سرکاری ادارے اس خوشخبری میں داخل ہیں کہ جو بھی عوام کے ساتھ خیرخواہی،

اور عدل و انصاف سے پیش آتے گا، اللہ اسے میدانِ محشر میں اپنے (عرش کے) سایہ میں لے گا۔ کیا کہنے ہیں ایسے بادشاہوں اور حاکموں کے۔ کہ جو صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ و خیرات کی پابندی کے ساتھ عدل و انصاف کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتے ہیں۔ اللہ ایسوں کو حشر میں جب کہ سورج بارہ چودہ فٹ کے فاصلہ پر ہو گا۔ اور زمین تانبے کی۔ اپنے سایہ میں لے گا۔

(۲) وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ — اور وہ نوجوان جس کی نشو و نما اللہ کی عبادت میں ہوئی ہو۔

جو نوجوان میدانِ حشر میں سایۂ رب العالمین میں آنا چاہتے ہوں۔ انہیں اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزارنی چاہیئے۔ جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ لاپرواہی، غفلت، اور بے راہ روی کا زمانہ ہوتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں جو سِن شعور سے لے کر چالیس سال تک صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرے۔ قرآن پڑھے، اور پورے اسلامی اخلاق سے شب و روز گزارے۔ ضرور اللہ کے سایہ میں جگہ پائیگا انشاء اللہ!

(۳) وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ قَلْبُهٗ فِي الْمَسْجِدِ۔ اور وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لگا ہو۔

ایک نماز پڑھ لی ۔ اور دوسری کے لئے مسجد کی تیاری کرنے لگا ۔ ہر نماز کے لئے مسجد کی تیاری میں رہتا ہے ۔ مسجد میں آتا ہے تو اسے ایسا چین ملتا ہے ۔ کہ نکلنے کو دل نہیں چاہتا ۔ گویا مسجد سے وابستہ ہے ۔

(۴) وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ۔

"وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ ہی کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی ہو ۔ ملتے ہیں تو اسی کے لئے ۔ جدا ہوتے ہیں تو اسی کے لئے ۔

مسلمان، مومن، موحّد کتاب و سنت کے عامل ۔ اعلیٰ اخلاق، اور اونچے کردار کے حامل سے اللہ کے لئے دوستی اور محبت کرنے کا اتنا ثواب ہے ۔ کہ ایسے آدمی حشر میں سایۂ داورِ محشر میں ہوں گے ۔ در اصل یہ محبت اللہ والی ہوتی ہے ۔ مسلمان بھائیوں کو اپنے نیک اور موحد بھائیوں کے ساتھ ایسی محبت ضرور قائم کرنی چاہیئے ۔

(۵) وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ ۔

" وہ آدمی جس کو کسی خوبصورت مالدار عورت نے (بری نیت سے) بلایا ہو ۔ اور وہ جواب دیدے کہ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے "

مال کا ڈھیر، اور حور وش کی دعوتِ وصال، پھر تنہائی اب اللہ سے ڈرنا، پوری ولایت ہے، ایسے صالح کو کیوں نہ اللہ اپنے سایہ میں لے۔ بفضلہ!

(۶) وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ۔

"وہ شخص جو (ریا سے بچنے کے لئے) اتنا چھپا کر صدقہ دیتا ہے۔ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے دینے کی خبر نہیں ہوتی"

اس سے خیرات نہایت پوشیدہ طور پر کرنی مراد ہے۔ کہ نمود و ریا، یا شہرت کا شائبہ تک نہ ہو۔ اللہ کے نام کا دیتے وقت دل پر خلوص و خشیت کا پہرہ بٹھائیں۔ خیرات میں یہ خلوص و اخفا آفتابِ محشر میں داورِ محشر کے سایہ میں لے جائے گا۔

(۷) وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

"وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں"

کتنی محبت ہے نیک بندے کو پیارے اللہ کے ساتھ کہ تنہائی میں جب اسے یاد کرتا ہے۔ تو آنکھیں بھر آتی ہیں۔ بے ساختہ آنسو جاری ہو پڑتے ہیں۔ کہ آ تجھے دل میں چھپا لوں

رحمتہ للعالمین کا جذبۂ خیرات

حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ اگر کوہِ احد میرے لئے سونے کا ہوتا (یعنی کوہِ احد کے برابر میرے پاس سونا ہوتا) تو خوش لگتا مجھ کو یہ۔ کہ تین راتوں کے اندر میرے پاس کچھ نہ رہتا۔ (یعنے سارا بانٹ دیتا) مگر ادائے قرض کے لئے کچھ رکھ لیتا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الانفاق)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے اس بیان سے آپ کی سخاوت کی وسعت کا اندازہ کریں۔ کہ کس طرح سا توں آسمانوں کی پہنائی اپنے دامن میں سمیٹے ہوتے ہے۔ اور سمندر اس کے جلو میں ایک قطرہ کے برابر ہے۔

حضورؐ کے جذبہ خیرات پر غور کریں۔ کہ آپ کو ناداروں غریبوں، محتاجوں، اور تنگدستوں کا کتنا خیال اور درد تھا۔ مسلمان مالدار بھائیو! اپنے مالوں، غلوں، اور تجارت، کے سامانوں سے زکوٰۃ تو ضرور دیا کریں کہ فرض ہے۔ اس کے علاوہ بھی بذل و عطا، اور کرم و سخا، کے ہاتھوں جنت کے میوے کھایا کریں۔ کہ مسلمان مخیرؔ، سخی، اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والا واقع ہوا ہے۔

روزانہ دو فرشتوں کی دُعا

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزانہ صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ خداوندا! سخی کو عوض عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے۔ خداوندا! بخیل (زکوٰۃ نہ دینے والے) کا مال ہلاک[1] کر دے۔ (مشکوٰۃ)

اللہ طیّب ہے اور طیّب چیز ہی قبول کرتا ہے

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ طیّب ہے اور طیب چیز ہی قبول کرتا ہے۔ (سنو!) جس کام پر اللہ تعالےٰ نے انبیاء کو مامور فرمایا تھا۔ اسی کام کا مومنوں کو حکم دیا۔ انبیاء سے فرمایا:-

يَآيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط (پ ۱۸ ع ۴)

---

[1] آدمی کیلئے سب سے بڑی ہلاکت یہ ہے کہ اس کی عاقبت برباد ہو جائے اور وہ مال بھی معرضِ ہلاکت میں ہے، جو صاحبِ مال کیلئے ہلاکت کا موجب بن رہا ہو۔

"اے رسولو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو"

اور مومنوں سے فرمایا:۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ۲ ع۵)

"اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے۔ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ"

یہ فرما کر پھر حضور انورؐ نے اس شخص کا تذکرہ کیا جس کے کثرتِ سفر کے باعث بال پریشان، اور بدن خاک آلود ہو رہا ہے۔ وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا رہا ہے۔ یارب! یارب!! (میری سن اور قبول کر) لیکن اس کا کھانا بھی حرام چیز سے ہے، اور پینا بھی حرام چیز سے ہے، اور لباس بھی مالِ حرام سے ہے۔ اس کی پرورش بھی مالِ حرام سے ہوتی ہے، پھر کس طرح اس کی دعا قبول ہو۔ (صحیح مسلم)

یہ بات خوب یاد رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ، صدقات اور خیرات حلال مال سے ہی قبول کرتا ہے، حرام سے نہیں۔ پھر مسلمانوں کو جائز ذرائع (FAIR MEANS) سے مال حاصل کرنا چاہیئے۔ اور وہی مال خود کھانا چاہیئے۔ اور اپنے اہل و عیال کو کھلانا چاہیئے۔ اور اسی سے خیرات کرنی چاہیئے۔ یہ خیال قطعاً نہ کریں کہ دھوکا، فریب، رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کر کے حج کریں گے۔

زکوٰۃ دے دیں گے ۔ یا مسجدوں ، مدرسوں ، ہسپتالوں ، یتیم خانوں ، سیلاب فنڈوں ، محتاجوں ، مقروضوں کو دے کر اللہ کو خوش کر لیں گے ۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ مالِ حرام سے راضی ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے ۔ اور شرک سے پاک عبادات ، اور حرام کے شبہ سے پاک مال ہی قبول کرتا ہے ۔

حلال کمائی کا ایک چھوارہ !

ثواب میں پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ حلال مال ہی قبول کرتا ہے جو شخص پاکیزہ مال صدقہ میں دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے لیتا ہے ۔ اگر (صدقہ) ایک چھوارہ بھی ہوتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچ کر اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے بھی بڑا ہو جاتا ہے ۔ (اللہ خیرات کے چھوارے کو اس طرح بڑھاتا رہتا ہے) جس طرح تم اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتے ہو !! (صحیح مسلم)

اللہ کے فضل کا متلاطم دریا

زکوٰۃ ، خیرات اور صدقات کی ایک کھجور ، یا چھوارہ

نمود و ریا سے بچ کر، دلی خلوص سے، اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے مصرف پر خرچ کیا ہوا۔ اللہ کو اتنا خوش کرتا ہے۔ کہ وہ اسے دائیں ہاتھ سے لیتا ہے، جو قبولیت کے شرف، اور نوازشِ رحمت پر دلالت کرتا ہے، پھر وہ چھوارہ اللہ کی رضا و خوشنودی سے بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔ انفاق میں جتنا خلوص، سنت کا اتباع اور پاکیزگی زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی اس کا ثواب اور اجر بڑھتا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے ایک چھوارے کا اجر اتنا دے گا۔ جتنا کہ ایک پہاڑ مال کو اللہ کی راہ میں خیرات کرنے سے ملتا ہے۔

پھر مبارک ہو ان مسلمان بھائیوں کو جو سینکڑوں اور ہزاروں روپے اپنے مالوں کی زکوٰۃ — قرآن کے بتائے ہوئے مصارف پر خلوص سے خرچ کرتے ہیں۔ اور ان کے نافلہ صدقات و [illegible]ت کی نہریں بھی سدا بہتی رہتی ہیں۔ اُن کو بشارت ہو۔ اُن کے صدقات کے بڑھنے کی ——— اللہ کے دائیں ہاتھ میں پرورش پانے کی۔ جب کہ ایک چھوارہ پہاڑ سے بڑھ جائے گا۔ تو ان کے ہزاروں روپے مال کے لاکھوں پہاڑوں کے برابر خیرات کرنے سے ثواب میں بڑھ جائیں گے۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے، اس کے بندوں پر، اور

اللہ تعالے بڑے صاحب فضل ہیں۔

سخی اور بخیل اللہ کی نظر میں

حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللہِ۔ سخی نزدیک ہے اللہ کی رحمت سے۔
قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ۔ نزدیک ہے بہشت سے۔
قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ۔ نزدیک ہے لوگوں سے۔ (کہ سب اسے دوست رکھتے ہیں)۔
بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ۔ دور ہے آگ سے۔
وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللہِ۔ اور بخیل (زکوٰۃ نہ دینے والا) دور ہے اللہ سے۔
بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ۔ دور ہے بہشت سے۔
بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ۔ دور ہے لوگوں سے۔ (کہ سب اس سے نفرت کرتے ہیں)
قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ۔ نزدیک ہے آگ سے۔
وَلَجَاھِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ۔ اور البتہ جاہل سخی بہت پیارا ہے اللہ کو عابد بخیل سے"

(ترمذی شریف)

تین آدمی جنّت میں داخل نہ ہونگے

حضرت ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّ لَا بَخِیْلٌ وَّ لَا مَنَّانٌ ۔

" نہیں داخل ہوگا بہشت میں مکّار ، اور نہ بخیل ، اور نہ احسان رکھنے والا " (ترمذی)

یعنی یہ تینوں اگر دنیا سے بلا توبہ مر گئے ۔ تو بغیر عذاب کے جنت میں نہ جائیں گے ۔

بخیل سے مراد صدقہ فرض یعنے زکوٰۃ نہ دینے والا ۔ اور منّان ۔ احسان رکھنے والا ۔ بلا وجہ شرعی ناتا توڑنے والا ۔ اور مسلمانوں سے محبت نہ رکھنے والا "

صدقہ سے اللہ کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْءِ ۔ (ابن ماجہ)

" بیشک صدقہ کرنا البتہ بجھا دیتا ہے (ٹھنڈا کرتا ہے)

پروردگار کے غضب کو اور دور کرتا ہے بُرے مرنے کو"
غضب رب کو بجھا دیتا ہے۔ یعنے صدقات، خیرات، کرنے سے دنیا میں اللہ عافیت سے رکھتا ہے۔ کوئی بلا نہیں اتارتا۔ اور صدقہ دینے والا، مرتے وقت بُری حالت میں نہیں مرتا۔ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ستّرا بہتّرا نہیں ہوتا۔ بُری بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ الحاصل سخاوت کرنے والے کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے۔ بڑی برکتیں ہیں صدقات و خیرات کرنے میں۔

صدقہ و خیرات سے بہشت کا کھانا پینا اور لباس ملیگا

حضرت ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو پہنائے کپڑا ننگے پن پر، اللہ اس کو بہشت کا سبز لباس پہنائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو کھلائے بھوک پر، اللہ اس کو بہشت کے میوے کھلائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو پلائے پیاس پر، اللہ اس کو پلائے گا رحیقِ مختوم (شراب مہر کی ہوئی) سے۔" (ترمذی)

پوشیدہ صدقہ دینا نہایت سخت کام ہے

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا۔ تو ہلنے لگی۔ پھر پہاڑوں کو پیدا کیا۔ اور اس پر رکھا، تو زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے کہا۔ اے پروردگار ہمارے! کیا ہے کوئی چیز تیری مخلوقات سے سخت تر پہاڑوں سے؟ فرمایا۔ ہاں! لوہا ہے! (کہ وہ پتھر کو بھی توڑ ڈالتا ہے)۔ پھر عرض کیا فرشتوں نے۔ اے پروردگار ہمارے! کیا ہے کوئی چیز تیری مخلوقات سے سخت تر لوہے سے؟ فرمایا۔ ہاں! آگ ہے۔ (کہ وہ لوہے کو نرم کر دیتی ہے)۔ پھر عرض کیا فرشتوں نے۔ اے پروردگار ہمارے! کیا ہے کوئی چیز تیری مخلوقات سے سخت تر آگ سے؟ فرمایا۔ ہاں! پانی ہے! (کہ بجھا دیتا ہے آگ کو) پھر عرض کیا فرشتوں نے۔ اے پروردگار ہمارے! کیا ہے کوئی چیز تیری مخلوقات سے سخت تر پانی سے؟ فرمایا۔ ہاں! ہوا ہے! (کہ وہ پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے)۔ پھر عرض کیا فرشتوں نے۔ اے پروردگار ہمارے! کیا ہے کوئی چیز تیری مخلوقات سے سخت تر ہوا سے؟ فرمایا ہاں!۔ اِبْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ۔ فرزندِ آدم کا صدقہ دینا، کہ دیتا ہے صدقہ اپنے داہنے ہاتھ سے اور چھپاتا ہے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے۔ (ترمذی شریف)

پوشیدہ صدقہ دینا اس لئے سب سے سخت تر ہے۔ کہ اس میں نفس کی مخالفت، اور شیطان سے سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بات ان چیزوں میں جو اوپر مذکور ہوئی ہیں نہیں پائی جاتی۔ نفس چاہتا ہے۔ کہ لوگ میرے صدقات وخیرات کو دیکھیں۔ اور میری تعریف کریں۔ میری شہرت اور نام ہو۔ جب صدقہ چھپا کر دیا۔ تو نفس کی مخالفت ہوئی۔ اور شیطان کو شکست۔ اول تو مال خرچ کرنا ہی بڑا مشکل ہے اور سخت کام ہے۔ تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا۔ کہ تمہارا خرچ کرنا اللہ کو قرض دینا ہے۔ یہ رغبت دلاتی ہے انفاق پر۔ کسی عبادت پر ایسا نہیں فرمایا۔ دوسرے چھپا کر دینا۔ یہ بھی بڑا ہی سخت کام ہے۔ تو مال خرچ کرنا، اور پوشیدہ دینا سخت تر ہے زمین سے۔ پہاڑوں سے، لوہے سے، آگ سے، پانی سے، اور ہوا سے۔ پھر جب اتنا مشکل اور سخت کام اللہ کی مرضی کے مطابق کیا جائے۔ تو سوچئے۔ کہ اللہ مال خرچ کرنے اور پوشیدہ دینے پر کتنا راضی اور خوش ہوگا۔

اے آدم کے بیٹے خرچ کر

حضرت ابی ہریرہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (حدیث قدسی ہے) فرماتا ہے اللہ تعالیٰ:-

اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ (متفق علیہ)

"اے آدم کے بیٹے خرچ کر، خرچ کرونگا میں تجھ پر۔"

یعنی خرچ کر دنیا کا فانی مال۔ تو آخرت میں اموالِ عالیہ پائے گا۔ اور یہ بھی مطلب ہے۔ کہ اللہ فرماتا ہے۔ میرے بندے! میرے دیئے ہوئے اموال میں سے میری راہ میں دے۔ تاکہ میں دوں تم کو اس کے عوض دنیا میں بھی۔ اور آخرت میں بھی۔ گویا اللہ کی راہ میں دینے سے مال بڑھتا ہے۔ صوری اور معنوی طور پر۔

اگر صدقہ و خیرات سے بلا ہی ٹل جائے۔ بیماری رک جائے۔ حادثہ دور ہو جائے۔ جن پر ہزاروں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ تو یہ بھی ایک طرح مال ہی بڑھا۔ اور خیرات سے اللہ برکت دیتا ہے۔ اور برکت کے تو معنی ہی ہیں بڑھنا۔ بہر حال خرچ کرنے سے اللہ ضرور بندے پر خرچ کرتا ہے۔ دیتا ہے۔ زیادہ دیتا ہے۔ فضل کرتا ہے۔ رحمت فرماتا ہے۔ اور محبت کرتا ہے۔

ہر نیکی صدقہ ہے

صدقہ کی تعریف آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ کہ اللہ کی

راہ میں اس کی مرضی کے مطابق مال خرچ کرنا - ایک صدقہ فرض ہے - یعنی زکوٰۃ دینا - دوسرا صدقہ نفل ہے - یعنے علاوہ زکوٰۃ کے بھی راہِ ﷲ دینا -

بہت سے لوگ ایسے ہیں - کہ وہ ناداری کے باعث نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں - نہ علاوہ زکوٰۃ کے خیرات کرسکتے ہیں کہ بمشکل اپنا گزارہ کرتے ہیں - بلکہ تنگ دست رہتے ہیں - ایسے لوگ اگر صدقہ و خیرات کا ثواب حاصل کرنا چاہیں، تو کرسکتے ہیں - اسلام سراسر رحمتوں اور برکتوں بھرا دین ہے - غریبوں کے لئے بھی خیرات کے ثواب کی گنجائش موجود ہے - حضورؐ نے فرمایا - کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ - ہرنیکی صدقہ ہے ' (بخاری شریف) - اس حدیث کی تشریح ملاحظہ فرمائیں -

حضرت ابوذر رضؓ روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ - مسکرانا تیرا اپنے بھائی کے روبرو صدقہ ہے" (یعنی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے) -

وَ اَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ - اور حکم کرنا تیرا نیک بات کا صدقہ ہے " (یعنی شریعت جس کام کو نیکی کہے - اس کی تبلیغ کرنے سے صدقے کا ثواب ملتا ہے) -

وَ نَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ - اور منع کرنا تیرا بُری

بات سے صدقہ ہے" (یعنی شریعت میں جو ناجائز، حرام اور بُری باتیں ہیں۔ ان سے لوگوں کو روکنے، اور منع کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے)۔

وَاِرْشَادُكَ الرَّجُلِ فِيْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ۔

"اور بتانا تیرا کسی شخص کو (راستہ) زمین بے نشان میں تیرے لئے صدقہ ہے" (یعنی کسی بھولے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے)۔

وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيَّ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ۔

"اور مدد کرنا تیرا یعنی ہاتھ پکڑ کر لے جانا اندھے کو یا کم دکھائی دینے والے کو تیرے لئے صدقہ ہے"

وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ "اور دور کرنا پتھر اور کانٹے اور ہڈی کا راستے سے تیرے لئے صدقہ ہے"

وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ۔

"اور ڈالنا پانی کا اپنے ڈول سے، اپنے بھائی کے ڈول میں صدقہ ہے" (ترمذی شریف)

اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا۔ اچھی اور نیک باتوں کی اشاعت کرنا۔ بُری باتوں سے لوگوں کا منع کرنا، بھولے ہوئے کو راستہ بتانا۔ اندھے وغیرہ کو

ہاتھ پکڑ کر اس کو منزل تک چھوڑ آنا، راستے سے پتھر، کانٹے ہڈی اور ایسی دوسری تکلیف دہ چیزیں کو دور کرنا — اور اپنے ڈول سے جو کنوئیں سے نکالا ہے، دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا — صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ مال خرچ کرنے کی طرح ثواب ملتا ہے۔ غریبوں اور ناداروں کو جو صدقہ (مال خرچ کرنے) کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ کام کرکے صدقہ کا ثواب حاصل کر لینا چاہیئے۔

اگر مخیر اور متصدق حضرات بھی یہ کام کریں۔ تو ضرور صدقہ کا ثواب پائیں گے۔ اللہ کی رحمت محدود نہیں ہے۔ زکوٰۃ، خیرات اور صدقات کا ثواب اپنی جگہ ہے اور ان نیک کاموں سے صدقے کا ثواب پانا اپنی جگہ ہے۔

ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے

حضرت ابو موسٰی اشعری رضؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے (اللہ کی نعمتوں کے شکر کرنے کے طور پر) صحابہؓ نے کہا۔ اگر طاقت نہ پائے؟ (صدقہ دینے کی) فرمایا۔ کمائے مال دونوں ہاتھوں سے۔ پھر نفع پہنچائے اپنی ذات کو اور خیرات کرے! صحابہؓ نے کہا۔ اگر طاقت نہ رکھے؟ (اتنی بھی)

فرمایا۔ مدد کرے (مال سے یا ہاتھ سے) حاجتمند غمگین کی! صحابہؓ نے عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا۔ امر کرے ساتھ بھلائی کے! صحابہؓ نے کہا۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا باز رکھے (خود کو اور لوگوں کو) برائی سے! پس تحقیق یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔" (متفق علیہ)

آدمی کے جوڑوں پر صدقہ لازم ہے

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:۔

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ ۔

"آدمی کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے ہر روز کہ جس میں آفتاب نکلتا ہے (وہ صدقہ یہ ہے) عدل کرنا درمیان دو آدمیوں کے صدقہ ہے، مدد کرنی آدمی کی اس کے جانور پر، (یعنی جانور پر سوار کرا دینا) یا لاد دے اس پر اسباب اس کا صدقہ ہے۔ اور بات اچھی صدقہ ہے اور نماز کی طرف ہر قدم رکھنا صدقہ ہے۔ اور موذی چیز کا راستہ سے دور کرنا صدقہ ہے۔" (متفق علیہ یعنی بخاری مسلم)

یہ سات باتیں سات صدقات ہیں!

حضرت ابی ذر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:۔

اِنَّ لِکُلِّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةً۔ ہر تسبیح یعنی سُبْحَانَ اللہِ کہنا صدقہ ہے۔ وَکُلِّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةً۔ اور تکبیر یعنے اَللہُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے۔ وَکُلِّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةً اور ہر تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلہِ کہنا صدقہ ہے۔ وَکُلِّ تَھْلِیْلَةٍ صَدَقَةً۔ اور ہر تہلیل یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنا صدقہ ہے وَ اَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةً۔ اور حکم کرنا ساتھ نیک بات کے صدقہ ہے۔ وَ نَھْیٍ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةً اور منع کرنا بری بات سے صدقہ ہے۔ وَ فِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَةً۔ اور صحبت کرنا تمہارا اپنی بی بی سے صدقہ ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! دفع کرے ایک ہمارا شہوت اپنی اور ہو اس میں اس کو ثواب ؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اچھا بتاؤ مجھ کو کہ اگر دفع کرتا شہوت کو، حرام میں، آیا ہوتا اس کو اس میں گناہ؟ (ضرور ہوتا زنا کا گناہ!) پس اسی طرح جس وقت کہ دفع کرے گا اس کو حلال میں، ہوگا اس کے لئے اس میں ثواب۔" (صحیح مسلم)

ملاحظہ:- جس طرح للہ دینے میں ثواب ملتا ہے۔ ایسے ہی مذکورہ تسبیحات پڑھنے میں ثواب ہوتا ہے۔ غریب لوگ جو زکوٰۃ، صدقات، خیرات، اور مال خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ یہ تسبیحات پڑھا کریں، اور دوسری نیکیاں۔ اور رفاہِ عامہ کے کام۔ بہ نیت رضائے الٰہی کیا کریں۔ اللہ ان کو صدقات و خیرات کا ثواب دے گا۔

اور بی بی سے صحبت کرنا اس لئے صدقہ ہے۔ کہ اللہ کے کلمے سے فرج حلال ہوتی ہے۔ اور اللہ نے فرمایا ہے فَأْتُوا حَرْثَكُمْ۔ جاؤ اپنی کھیتی میں، جو کنایہ ہے مجامعت سے۔ نیز فرمایا۔ بَاشِرُوهُنَّ۔ صحبت کرو بیبیوں سے۔ تو صحبت کرنے سے ارشادِ الٰہی کی تعمیل بھی ہوتی ہے۔ پھر بی بی کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔ اور آدمی حرام سے بچ کر حلال کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس لئے صدقہ کا ثواب پاتا ہے۔

اسلام کی تعلیم پر قربان جاؤ کہ دنیا کو اللہ کے حکم اور مرضی کے مطابق استعمال کرنا اسے دین بنا دیتا ہے۔ اس طرح ساری دنیا ہی دین بن جاتی ہے۔

کھیت سے پرندوں وغیرہ کا کھانا بھی صدقہ ہے

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی مسلمان درخت لگائے۔ یا کھیتی بوئے۔ پھر اس سے کھا جائے آدمی یا پرندے۔ یا چارپائے۔ تو ہوتا ہے اس کے لیے صدقہ۔ (بخاری ، مسلم)

ایک بدکار عورت بخشی گئی

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک کتا کنوئیں کے نزدیک کھڑا تھا۔ جو مارے پیاس کے زبان نکال رہا تھا۔ قریب تھا۔ کہ پیاس اس کو ہلاک کر دے۔ ایک بدکار عورت اس کتے کے پاس سے گزری۔ (کتے کا یہ حال دیکھ کر) اس نے اپنا موزہ اتارا اور اپنی اوڑھنی کے ساتھ باندھا۔ پھر اس نے کتے کے لیئے پانی نکالا۔ (اور اسے پلایا) پس وہ عورت بسبب اس کام کے بخشی گئی۔ صحابہ رضؓ نے پوچھا۔ حضورؐ! کیا جانوروں پر احسان کرنے پر بھی ہمارے لیئے ثواب ہے؟ فرمایا (سنو!) ہر صاحب جگر تر یعنی ہر جاندار کے ساتھ احسان کرنے پر ثواب ملتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

معلوم ہوا۔ جانوروں کے ساتھ نیکی، اور احسان کرنا

بھی صدقہ ہے ، ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا۔ افضل صدقہ پیٹ بھرنا ایک بھوکے جگر کا ہے (بیہقی) یعنی کوئی جاندار ہو۔ انسان ہو یا حیوان ہو ۔ لیکن موذی جاندار جن کے مارنے کا حکم ہے مثل سانپ ، بچھو وغیرہ ۔ یہ ارشاد مذکور سے مستثنےٰ ہیں۔

مسلمانوں کی راہ صاف کرنا

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ ایک شخص درخت کے ٹہنے کے پاس سے گزرا ، جو راستے میں تھا۔ اس نے کہا البتہ دور کروں گا میں اس ٹہنے کو مسلمانوں کے راستے سے تاکہ ان کو ایذا نہ دے ۔ (اس نے ٹہنے کو کاٹ دیا) پس وہ داخل کیا گیا بہشت میں ۔ (بخاری مسلم)

مسلمانوں کے راستوں کو ایذا دینے والی چیزوں سے صاف کرنا بھی صدقہ ہے ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ۔ اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ ۔ (مشکوٰۃ) دور کرنا ایذا کا راستے سے صدقہ ہے ۔

حضرت ابی برزہ رضؓ کہتے ہیں ۔ کہ میں نے کہا ۔ اے اللہ کے نبیؐ ! سکھاؤ مجھ کو کوئی چیز جو مجھ کو نفع دے ۔ فرمایا ۔ اِعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ مسلمانوں کے راستے سے موذی چیز کو ایک طرف کیا کرؤ (صحیح مسلم)

غور کریں کہ جن لوگوں کے پاس صدقہ کرنے کے لیئے مال نہ ہو یعنی غریب و مفلس ہوں وہ راستے سے موذی چیز ہی دور کر دیا کریں۔ تو صدقے کا ثواب پائیں گے۔

قیامت کو صدقہ سایہ کریگا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ظِلُّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَدَقَتُهٗ۔ قیامت کے دن مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

نوٹ:۔ جس طرح سائبان دھوپ کی گرمی سے بچاتا ہے۔ ایسے ہی راہِ خدا دینا (آٹا، دانہ، کپڑا، روٹی، سالن آنہ، دونی، چونی، اٹھنی، روپیہ، بکرا وغیرہ صدقہ) حشر کے دن کی گرمی سے باعثِ نجات و آرام ہوگا۔ ملائکہ اس صدقے کو سائبان کی صورت بنا کر منفق کے سر پر تانیں گے پس جہاں تک ہو سکے، اپنی زندگی میں کچھ نہ کچھ ہر روز اللہ کے نام کا دیتے رہیں۔ زکوٰۃ دے کر ہی چپ نہ سادھ لیں۔ آبِ رواں کی طرح دستِ کرم رواں رہے!

بیمار کیلئے بکرے کا صدقہ

بعض لوگ کالا بکرا تلاش کرتے ہیں۔ کہ بیمار کی طرف سے صدقہ کریں۔ کیونکہ بلا کالی ہوتی ہے۔ کالا بکرا لے کر پیچھا چھوڑ

دیتی ہے۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ ہاں اتفاق سے کالا بکرا مل جائے تو اور بات ہے۔ ارادتاً تلاش کرنا ضروری نہیں، جیسا کہ بھی بکرا ملے۔ مال حلال سے خرید کر ذبح کر کے غریبوں میں تقسیم کر دیں۔ بیمار کے سر سے چھوانا بے اصل بات ہے، اصل غرض صدقے سے اللہ کو خوش کرنا ہے، کہ شافیٔ برحق خوش ہو، اور بیمار کو شفا بخش دے۔ بکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی کو کپڑے پہنا دیں۔ کسی مستحق کو بوری دو بوری گندم لے دیں۔ مساکین کو کھانا کھلا دیں۔ یہ سب صورتیں صدقے ہی کی ہیں۔ اللہ ایسے صدقات سے خوش ہوتا ہے۔

انتباہ:- بعض لوگ بکرا لے کر بیمار کے سر سے چھوا کر آبادی سے دور باہر جا کر ذبح کر کے وہیں چھوڑ آتے ہیں۔ جسے کتے پھاڑتے اور چیلیں نوچتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ یہ جاہلیت کی رسم ہے، جو گناہ ہے، کوئی صدقہ نہیں، اسی طرح کوئی جانور، مرغا یا بکرا، یا گائے، یا بھینس جنگل میں آوارہ چھوڑ دینی، یا دریا میں پھینک دینی، کہ بلا کھائے گی اور ہمارے بیمار کو چھوڑ دے گی۔ بالکل مشرکانہ نظریہ ہے۔

ایسے ہی بیمار کی شفایابی کے لئے بکرا لے کر کسی بزرگ یا شہید کی قبر پر جا کر اس کی نذر کر کے وہیں چھوڑ آنا (مجاوروں کو دے آنا) یا دیگ پکا کر قبر پر لے جا کر بزرگ

کی نذر کرکے وہیں تقسیم کر دینا سخت منع ہے۔ کہ نذر لغیر اللہ ہے۔ جس کی حرمت کتب فقہ مثل رد المختار و فتاوی مولانا عبدالحیؒ وغیرہ میں موجود ہے۔ یاد رکھیں کہ صدقہ کہتے ہیں اللہ کو خوش کرنے کے لئے مال، خرچ کرنا (کسی شکل میں)، اللہ کی بتائی ہوئی جگہوں اور مصرفوں پر، اور وہ آٹھ مصرف ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے اخیر میں آیا ہے۔

کھانا کھلانا، اور سلام پھیلانا

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں (ہجرت کرکے) آئے تو میں (ان کی زیارت کے لئے) حاضر ہوا۔ جب میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو میں نے معلوم کیا۔ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ ۔ کہ چہرہ حضور انورؐ کا، نہیں ہے چہرہ جھوٹے کا۔ پس اول کلام آپؐ کا (اس مجلس میں) یہ تھا۔ فرمایا آپ نے:۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ
وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ
نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ٥

”اے لوگو! فشا کرو سلام (یعنی السلام علیکم ایک

دوسرے کو بکثرت پکارو۔ اپنے بیگانے، واقف
ناواقف، سب کو سلام کرو) اور کھانا کھلاؤ،
(بھوکوں کو، یا آپس میں کھانے کی دعوتیں کرو)
اور سلوک کرو ناتے داروں سے، اور پڑھو نماز
رات کو اس حالت میں۔ کہ لوگ سوتے ہوں۔
داخل ہو گے بہشت میں۔" (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

پانی کا صدقہ

حضرت سعید بن عبادہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں۔
کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! سعد کی (یعنی میری)
ماں مرگئی۔ پس کونسا صدقہ بہتر ہے۔ (اس کی روح کیلئے)
فرمایا آپؐ نے۔ پانی!۔ پھر سعدؓ نے کنواں کھودا۔ اور
کہا۔ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ یہ کنواں سعد کی ماں (کے
ایصال ثواب) کے لئے ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

نوٹ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ بغیر تعین زمان
و مکان اللہ کے نام پر صدقات و خیرات کرنے، اور
مستحقوں کو دینے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ کسی کے
مرنے کے بعد روپیہ مسجد میں لگانا۔ یا فقیروں، محتاجوں،
مقروضوں، مسکینوں وغیرہم کو کھلانا، پلانا، پہنانا، موجب

ایصالِ ثواب ہے۔ لیکن غیر اسلامی رسموں پر خرچ کرنا، برادری کی واہ واہ کے لیئے دیگیں پکا کر ان کو کھلانا، تیجے، دسویں چالیسویں، برسیاں کرنا اسراف اور بدعت ہے۔

مسلمان کو کپڑا پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں

حضرت ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے (قمیض یا چادر یا پاجامہ وغیرہ) تو وہ (پہنانے والا) ہوجاتا ہے اللہ کی حفاظت میں، جب تک رہے اس پر اس کپڑے میں سے ایک ٹکڑا بھی۔" (ترمذی شریف)

بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے

حضرت ابی مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِذَآ اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰٓی اَھْلِهٖ وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً۔ (بخاری مسلم)

"جب خرچ کرتا ہے مسلمان کچھ خرچ اپنے اہل (بیوی بچوں) پر اور وہ اس میں ثواب کی توقع رکھتا ہے۔ تو ہوتا ہے اس کے لئے صدقہ۔"

نوٹ:۔ بیوی، اور بال بچوں کو کھلانا، پلانا، پہنانا، اوڑھنا پھر اُن کی بیماریوں پر، تعلیم و تربیت، اور بیاہ شادی پر خرچ کرنا صدقہ اور ثواب ہے۔

سبحان اللہ! ضرورتیں اپنی پوری ہوتی ہیں۔ تعلقات اپنے بنتے ہیں، پیٹ اپنے پلتے ہیں۔ اور نامۂ اعمال میں نیکیاں، اور ثواب لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ کی خوشی اور رضاء کے لئے جو کام بھی دنیا کا کیا جائے۔ وہ دین بن جاتا ہے۔ ثواب ہی ثواب ہے۔

بغیر اجازت خاوند بیوی کا صدقہ دینا

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی عورت کا شوہر (گھر پر) ہو۔ (یعنی سفر میں نہ گیا ہو) تو اس کی اجازت بغیر روزہ (نفل) نہ رکھے اور نہ شوہر کی اجازت بغیر کسی کو گھر بلائے، ہاں اگر شوہر کی اجازت بغیر اس کی کمائی میں سے کچھ راہ خدا دے گی تو دینے کا نصف ثواب شوہر کو ملے گا۔ (صحیح مسلم)

ملاحظہ:۔ معلوم ہوا کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے صدقہ خیرات کر سکتی ہے۔ آدھا ثواب عورت کو اور آدھا خاوند کو ملے گا۔ صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں حضورؐ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ عورت شوہر کی بغیر اجازت

کچھ دے تو نیک نیتی سے دے۔ اس کا گھر برباد نہ کرے۔

اپنی ذات پر خرچ کرنا

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ (حضورؐ!) میرے پاس ایک دینار ہے۔ (اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا۔ اَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ۔ خرچ کر اس کو اپنی جان پر (جان ہے تو جہاں ہے۔ اپنی ضرورتیں پوری کر) اس نے عرض کیا، میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ (جسے میں راہِ للہ دینا چاہتا ہوں)۔ آپ نے فرمایا۔ اَنْفِقْهُ عَلٰى وَلَدِكَ۔ خرچ کر اس کو اپنی اولاد پر۔ اس نے کہا۔ میرے پاس (خیرات کرنے کے لئے) ایک اور دینار ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اَنْفِقْهُ عَلٰى اَهْلِكَ۔ خرچ کر اس کو اپنی بیوی وغیرہ پر۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ ارشاد ہوا۔ اَنْفِقْهُ عَلٰى خَادِمِكَ۔ خرچ کر اس کو اپنے خادم پر۔ اس نے عرض کیا۔ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اَنْتَ اَعْلَمُ۔ تو دانا تر ہے۔ یعنی خوب جانتا ہے جس کو مستحق سمجھے اسے دے" (ابوداؤد۔ نسائی)

نوٹ:۔ مال خرچ کرنا کسی طرح بھی ثواب سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اپنی ذات پر خرچ کریں۔ بیوی بچوں، ماں باپ، خویش و اقارب، احباب و اعزہ پر خرچ کریں۔ ثواب اور اجر ملے گا۔

سوال کرنے اور مانگنے کی ممانعت

اسلام نے جہاں اور بیشمار مفید، اچھی اور اعلیٰ فطری باتیں بتائی ہیں۔ وہاں انسان کو خود داری (SELF RESPECT) اور عزتِ نفس کی دولت بھی بخشی ہے۔ سوال کرنا، یا مانگنا انسان کے لئے سخت ذلت کا باعث ہے۔ اس کی ضمیر مر جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس پر ذلّت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس لئے اسلام نے سوال کرنے سے بڑی سختی سے منع کیا ہے۔ بلکہ اشد ضرورت کے وقت سوال کرنے کو حرام کہا ہے۔

سوال کی تین درست صورتیں

حضرت قبیصہ بن مخارق ایک قرض کے ضامن ہوئے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اداتے قرض کے لئے سوال کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ٹھہرے رہو۔ (یعنی انتظار کرو) جب ہمارے پاس زکوٰۃ آئے گی۔ تو ہم تیرے لئے

زکوٰۃ (کے مال) سے حکم کریں گے۔

پھر فرمایا۔ اے قبیصہ! (سن!) سوال درست نہیں سوائے تین شخصوں کے۔ ایک تو وہ شخص کہ ضامن ہوا ہو قرض کا اس کے لئے سوال درست ہے۔ یہاں تک کہ پہنچے اس ضمانت کو پھر بند رہے اس سے۔ دوسرا وہ شخص کہ پہنچے اس کو آفت[1]۔ پس درست ہے اس کو سوال یہاں تک کہ پہنچے اس قدر کو کہ پوری ہو حاجت گذران سے۔ تیسرا وہ شخص کہ پہنچے اس کو حاجت سخت (ایسی کہ مشہور ہو گئی ہو لوگوں میں) یہاں تک کہ اس کی قوم سے تین شخص صاحبِ عقل کھڑے ہوں اور کہیں کہ اس کو سخت حاجت پہنچی ہے۔ پس درست ہے سوال اس کو یہاں تک کہ پہنچے اس قدر کو۔ کہ حاجت روائی ہو گذران سے۔ اے قبیصہ! ان تین صورتوں کے سوا سوال حرام[2] ہے کہ کھاتا ہے سوال کرنے والا حرام (مسلم)

---

[1] مثل قحط یا سیلاب یا طوفان یا زلزلہ یا دشمن کی گولہ باری وغیرہ جس سے اس کا مال تلف ہو گیا ہو۔

[2] حضورؐ نے فرمایا ہے نہیں سوال حلال واسطے غنی کے اور نہ واسطے صاحب قوت تندرست اعضاء کے، اور حلال ہے واسطے فقیر اور محتاج کے کہ زمین میں ڈالا اسکو محتاجی نے اور حلال ہے واسطے قرضدار کے کہ بھاری قرض رکھتا ہو۔ (ابوداؤد)

انگارے جمع کرنا

حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مانگتا ہے لوگوں سے مال کے بہتات کے لیے پس وہ ضرور مانگتا ہے انگارا آگ کا۔ پس چاہیئے کہ کم مانگے، یا بہت مانگے۔ (صحیح مسلم)

نوٹ:۔ فقر و فاقہ یا حاجت دور کرنے کے لیے نہیں مانگتا۔ بلکہ مال بڑھانے، اور جمع کرنے کے لیے مانگتا ہے۔ ایسا شخص انگارے جمع کر رہا ہے۔

منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ رہتا ہے آدمی سوال کرتا لوگوں سے یہاں تک کہ آئے گا دن قیامت کو اس حال میں کہ نہ ہوگی اس کے منہ پر بوٹی گوشت کی۔ (بخاری۔مسلم)

یعنی قیامت کے روز سخت بے آبرو اور ذلیل ہوگا۔

گٹھا لکڑیوں کا پیٹھ پر لادو

حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ ایک تمہارا لیوے رسّی، پھر لادے اپنی پیٹھ پر گٹھا لکڑیوں کا۔ پھر بیچے اس کو (بازار میں) پس رکھے اللہ آبرو اس کی کہ جاتی رہتی ہے مانگنے سے۔ بہتر

ہے اُس کے لئے اس سے کہ مانگے لوگوں سے، دیں اس کو۔ یا نہ دیں۔ (بخاری شریف)

اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بر سرِ منبر فرمایا۔ جب کہ آپؐ صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ (فرمایا)

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلیٰ وَالْیَدُ الْعُلْیَا هِیَ الْمُنْفِقَةُ وَ السُّفْلیٰ هِیَ السَّائِلَةُ۔" ہاتھ اونچا بہتر ہے ہاتھ نیچے سے اور اونچا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والا ہے۔" (بخاری مسلم)

حکیم بن حزامؓ نے تازیست سوال نہ کیا

روایت ہے حکیم بن حزامؓ سے، انہوں نے کہا۔ کہ مانگا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ۔ پس دیا آپ نے مجھ کو۔ پھر مانگا۔ پس دیا مجھ کو۔ پھر فرمایا۔ اے حکیمؓ! تحقیق یہ مال سبز ہے شیریں (یعنی خوشنما نظر میں، اور لذیذ دلوں میں) پس جو کوئی لے اس کو ساتھ بے پرواٸی نفس کے (یعنے بغیر سوال کے) اور بغیر حرص کے، برکت کی جاتی ہے اس کے لئے، اس میں، اور جو کوئی لے اس کو ساتھ طمع نفس کے، نہیں کی جاتی

برکت اس کے لئے اس میں۔ اور ہوتا ہے مانند اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔ (سنو!) ہاتھ اونچا (دینے والا) بہتر ہے ہاتھ نیچے (لینے والے) سے۔

پھر کہا حکیمؓ نے۔ اے اللہ کے رسولؐ! قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، نہیں ناقص کروں گا میں مال کسی کا۔ (یعنی کسی سے سوال نہ کروں گا) آپ سے اس سوال کرنے کے بعد۔ یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔ (بخاری۔ مسلم)

(نوٹ):۔ حکیم بن حزامؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے کچھ قبول نہ کیا۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ (بخاری شریف)

سوال نہ کرنے پر بیعت لی

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہؓ سے فرمایا۔ تم رسولؐ خدا سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟ صحابہ نے جواب دیا۔ ہم تو حضورؐ سے بیعت کر چکے ہیں۔ حضورؐ نے پھر فرمایا تم رسولؐ خدا سے بیعت کیوں نہیں کرتے؟ تیسری مرتبہ ارشاد سن کر صحابہؓ نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ حضورؐ نے فرمایا (ان شرائط سے بیعت کرو۔ کہ) کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گے پانچوں نمازیں ادا کرو گے۔ اللہ کا حکم مانو گے۔ اور لوگوں

سے سوال نہ کروگے ۔۔ الخ ای حدیث عوف ... مالک اشجعی رض کہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خود دیکھا۔ کہ (صحابہ کی) وہ جماعت کسی سے سوال نہ کرتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر (کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا اور اس کا) کوڑا گر جاتا۔ تو کسی سے اٹھا دینے کی خواہش نہ کرتا۔ یعنے کسی سے سوال نہ کرتا۔ کہ یہ کوڑا مجھے پکڑا دو۔ (صحیح مسلم)

سائل کو مزدوری کرنے کا سبق دیا

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کچھ مانگا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا نہیں ہے تیرے گھر میں کچھ؟ اس نے کہا۔ ہاں ایک کملی ہے موٹی۔ کچھ اوپر اوڑھتا ہوں۔ اور کچھ نیچے بچھاتا ہوں۔ اور ایک پیالہ ہے پانی کے لئے حضورؐ نے فرمایا۔ لے آؤ وہ دونوں چیزیں — وہ آدمی دونوں چیزیں لے آیا۔ حضورؐ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا:۔

مَنْ يَّشْتَرِيْ هٰذَيْنِ ۔ کون خریدتا ہے یہ دونوں چیزیں؟ ایک نے کہا۔ میں خریدتا ہوں ان کو ایک درہم میں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مَنْ يَّزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ ۔ کون زیادہ دیتا ہے ایک درہم سے؟ ایک شخص نے کہا۔

میں لیتا ہوں ان کو دو درہموں میں۔ حضورؐ نے اس کو دونوں چیزیں دے کر دو درہم لے لئے۔ اور انصاری کو دے کر فرمایا۔ ایک درہم کا غلہ خرید کر اپنے اہل کو دے دو۔ اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ وہ شخص کلہاڑی لے آیا۔ حضورؐ نے اس میں خوب مضبوط لکڑی ٹھونکی اور انصاری کو کہا۔ کہ جاؤ (جنگل میں) اور لکڑیاں جمع کرو۔ اور (بازار میں) بیچو۔ نہ دیکھوں میں تجھ کو پندرہ دن تک (یعنی پندرہ دن اسی کام میں مشغول رہو) وہ شخص گیا۔ لکڑیاں جمع کرتا اور بیچتا تھا۔ پھر حضورؐ کے پاس آیا۔ درحالیکہ اس کے پاس دس درہم تھے۔ پھر خریدا اس نے ان سے کپڑا اور غلہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ (محنت مزدوری کرنی) بہتر ہے تیرے لئے اس سے کہ آئے تو اور ہووے سوال کا داغ تیرے منہ میں قیامت کے دن۔ (سنو!) نہیں لائق مانگنا سوائے تین شخصوں کے۔ واسطے محتاج کے کہ زمین میں ڈال رکھا ہو (محتاجی نے اس کو) یا واسطے قرضدار کے کہ قرض بھاری اور رسوا کرنے والا رکھتا ہو۔ یا واسطے صاحبِ خون کے کہ دیت دینی آئے بدلے خون کے، کہ ضامن ہوا تھا خون کا، اور ضمانت کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس سوال کرکے

ادا کرے۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پر زکوٰۃ حرام ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گزرے (ایک جگہ سے) اور راستے میں کھجور پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر نہ ڈرتا میں یہ کہ ہو کھجور زکوٰۃ کی تو کھا لیتا میں اس کو۔ (بخاری مسلم)

نوٹ:۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ زکوٰۃ کا [illegible] حضور انورؐ کھانا حرام تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ را[illegible]ں پڑی ہوئی تھوڑی سی معمولی چیز کو اٹھا کر کھا لینا [illegible] ہے۔ اس گمان سے کہ مالک اس معمولی چیز کی تلاش نہیں [illegible]ے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متقی کے لئے حرام [illegible]ہ کی چیز سے بچنا بہتر ہے۔

حضرت حسنؓ کے منہ سے زکوٰۃ کی کھجور تھکوادی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ لِیَطْرَحَهَا۔ دور کر، دور کر، تاکہ پھینک دیں اسکو۔

پھر فرمایا۔ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ہم (بنی ہاشم) صدقہ نہیں کھاتے؟ (بخاری مسلم)

نوٹ:- حضور انور نے حضرت حسن رضہ کو زکوٰۃ کی کھجور کے کھانے سے منع کیا۔ بلکہ منہ سے تھکوا دی۔ کیونکہ ان کے لئے بوجہ زکوٰۃ کے حرام تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بچوں کو بھی خلاف شرع باتوں سے روکنا چاہیئے۔ اور حرام ہے ماں باپ پر کہ پہنائیں لڑکوں کو ریشم اور زیور سونے کے، اور یہ کہ حرام ہے بچوں کو نذر لغیر اللہ کا کھلانا۔ اور رشوت، اور ناجائز مال سے ان کی پرورش کرنا۔

زکوٰۃ آدمیوں کے میل ہیں

عبدالمطلب بن ربیعہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ ھٰذِہِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّھَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (صحیح مسلم)

"ترجمہ: یہ صدقات (یعنی زکوٰۃ) بے شک میل ہیں لوگوں کے اور وہ نہیں حلال واسطے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے۔ اور نہ اولاد محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے"

نوٹ:- جس طرح بدن سے میل اتارتے ہیں تو بدن صاف

اور پاک ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی زکوٰۃ دینے سے لوگوں کے اموال، اور جانیں پاک ہو جاتی ہیں۔

زکوٰۃ حضور انورؐ اور آپؐ کی اولاد پر حرام ہے۔ یعنی بنی ہاشم پر۔ اور ہاشمی پانچ شخصوں کی اولاد ہے۔

(۱) اولاد حضرت علیؓ کی۔ خواہ حضرت فاطمہؓ سے ہوں۔ یا اور سے۔

(۲) اولاد حضرت جعفرؓ کی۔

(۳) اولاد حضرت عقیلؓ کی۔

(۴) اولاد حضرت عباسؓ کی۔

(۵) اولاد حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی۔

رحمت عالمؐ ہدیہ قبول کرتے تھے

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس طعام لائے جاتے تو آپ ان سے متعلق پوچھتے۔ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ کیا ہدیہ یعنی تحفہ ہے، یا صدقہ ہے؟ اگر کہا جاتا، صدقہ ہے۔ تو آپ اپنے یاروں کو رسوائے بنی ہاشم کے، کہتے کھاؤ۔ اور خود نہ کھاتے۔ اور اگر کہا جاتا، ھدیہ ہے۔ تو دراز کرتے ہاتھ اپنا، پس کھاتے اپنے یاروں کے ساتھ۔" (بخاری۔ مسلم)

صدقہ اور ھدیہ کا فرق

صدقہ اس مال کو کہتے ہیں۔ جو عموماً فقیروں اور محتاجوں کو دیا جاتا ہے۔ تو صدقہ میں لینے والے کیلئے ایک طرح کی ذلت اور خفت ہوتی ہے۔ اس لیے صدقہ حضورؐ پر مطلقاً حرام ہے۔

اور ہدیہ میں کوئی چیز کسی شخص کی تعظیم اور تکریم کے لئے دی جاتی ہے۔ اس لئے ہدیہ ایک اُمتی سے لے کر پیغمبر تک کے لئے قابلِ قبول ہے۔ اور ہدیہ ضرور قبول کرنا چاہیئے۔

مالِ زکوٰۃ سے غنیوں کی دعوت

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے۔ تو ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ ساتھ گوشت کے۔ حضورؐ کے آگے روٹی اور گھر کا سالن (جو گوشت نہ تھا) رکھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا نہ دیکھا میں نے ہانڈی میں گوشت؟ (یعنی گوشت کا سالن تم نے مجھے کیوں نہیں دیا۔ جو گھر میں پکایا گیا ہے؟) عرض کیا گھر کے لوگوں نے۔ کہ یہ گوشت بریرہ (گھر کی لونڈی) کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اور آپ صدقہ نہیں کھاتے (اس لئے آپ کو نہیں دیا)۔ ارشاد فرمایا۔ وہ گوشت صدقہ ہے بریرہ پر۔ اور ہمارے لئے (بریرہ کی طرف سے) ھدیہ

ہے۔ متفق علیہ،

یہاں سے یہ مسئلہ معلوم ہُوا۔ کہ فقیر، اور محتاج جو زکوٰۃ لے۔ پھر اگر وہ اس زکوٰۃ سے کسی غنی اور مال وار کی دعوت کرے۔ تو اس دعوت کا کھانا غنی کے لئے جائز اور حلال ہے۔

جو بغیر سوال کے مِلے اسے قبول کرنے کا حکم

اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ کہ سوال کرنا اور مانگنا منع ہے لیکن اگر کوئی چیز بغیر سوال کے ملے۔ تو اُسے قبول کرنے کا حکم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کوئی شخص دلی خواہش، یا محبت سے، یا دوسرے کی تعظیم اور تکریم کے لئے کوئی چیز پیش کرے، اور وہ اسے رد کر دے تو دینے والے کے دل کو ٹھیس لگے گی۔ اور وہ آزردہ ہوگا۔ اس لئے بغیر سوال کے جو چیز ملے۔ اُسے ضرور قبول کرلینا چاہیئے۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں:۔

جو بغیر مانگے مِلے وہ اللہ کا رزق ہے

حضرت عطا بن یسار رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطابؓ کو ایک عطیہ بھیجا۔

حضرت عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا۔ تم نے اس کو کیوں واپس کیا؟ عمرؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ نے ہم کو یہ خبر نہیں دی ہے۔ کہ ہمارے واسطے یہی بہتر ہے۔ کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیں۔ حضورؐ نے فرمایا (یہ مسئلہ تو) اس چیز کے لئے ہے۔ جو مانگی جائے۔ اور جو بغیر مانگے ملے۔ وہ رزق ہے جو اللہ پہنچاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں گا۔ اور جو بغیر مانگے ملے گی۔ اس کو نہ چھوڑوں گا۔" (ترغیب و ترہیب)

حضرت عائشہ نے نقدی کپڑے رکھ لئے

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے۔ کہ عبداللہ بن عامر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کچھ نقدی اور کچھ کپڑے تحفہ کے طور پر بھیجے۔ فَقَالَتْ لِلرَّسُوْلِ اَیْ بُنَیَّ لَا اَقْبَلُ۔ آپ نے اس شخص کو جو (یہ ہدیہ) لے کر آیا تھا۔ فرمایا۔ اے میرے بچے! میں کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتی (اس لئے واپس لے جاؤ) پھر جب وہ شخص باہر نکلا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس کو بلاؤ۔ پھر اس کو بلایا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو ایک بات

یاد آئی ہے۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

یَا عَائِشَۃُ مَنْ اَعْطَاکِ عَطَآءً بِغَیْرِ مَسْئَلَۃٍ فَاقْبَلِیْہِ فَاِنَّمَا ھُوَ رِزْقٌ عَرَضَہُ اللہُ عَلَیْکِ۔

"اے عائشہؓ! جو شخص تجھ کو کوئی چیز بغیر سوال کے دے۔ اس کو قبول کرلینا۔ کیونکہ وہ رزق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پہنچایا ہے۔" (ترغیب ترہیب)

بغیر سوال کے ملا ہوا مال

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ دیتے۔ تو میں کہتا۔ اس شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ آپ فرماتے۔ کہ جب اس مال میں سے تجھ کو کچھ ملے اس حال میں۔ کہ تمہارا دل اس میں نہ لگا ہو۔ اور نہ تم نے سوال کیا ہو۔ تو لے لو۔ اور اگر نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (بخاری شریف)

اللہ کا بھیجا ہوا رزق

حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اٰتَاہُ اللہُ شَیْئًا مِنْ ھٰذَا الْمَالِ مِنْ غَیْرِ

اَنْ یَّسْئَلَهٗ فَلْیَقْبَلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ۔" جس کو اللہ تعالیٰ یہ مال بغیر مانگے دے اس کو چاہیئے ۔ کہ قبول کرلے ۔ کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بھیجا ہے "

(ترغیب و ترہیب بحوالہ احمد)

ان احادیث سے پتہ چلا ۔ کہ مسلمان بھائی اگر کوئی چیز اپنے بھائی کو بطور ہدیہ ، تحفہ ، عطیہ ، پیش کش ، اور بخشش کے دے ۔ تو اُسے ضرور قبول کرلینی چاہیئے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے ۔ یعنی بغیر سوال کے جو چیز ملے ۔ اُسے قبول کرلو ۔ وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق ہے ۔

ھدیہ عطیہ واپس لینا

اپنی خوشی سے بغیر سوال کے کسی کو پیش کش ، ہدیہ عطیہ ، تحفہ دے کر پھر غصے ناراضگی ، یا کسی اور وجہ سے اس کی واپسی کا مطالبہ کرنا ، یا واپس لینا ، بڑا اوچھا پن ، کم ظرفی ، رذالت ، اور کم اصلی ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کتے کے قے چاٹنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے ۔ جو

عطیہ دے کر پھر واپس لینا ہے۔ اخلاقِ فاضلہ کی کہکشاں کے راہرو ۔ احترامِ آدمیت کے باغ کی بہار ۔ خودداری عزتِ نفس، اور عرضِ مومن کے پھولوں کی مہک، خواجۂ گیہاں، وجہِ آبروئے جہاں، سرورِ کائنات، پیغمبرِ لیل و نہار، جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ۔ (بخاری شریف)

"عود کرنے والا اپنی ہبہ میں یعنے ایک چیز کو دے کر پھر واپس لینے والا مانند کتے کے ہے۔ کہ چاٹتا ہے قے اپنی۔ نہیں لائق ہم کو بری مثل"۔

کتے کی مانند قے چاٹنا یعنی تحفہ، ہدیہ، بخشش، پیش کش، دے کر پھر اس کو واپس لینے والا کتے کی قے چاٹنے کی مانند ہے۔ ایسی بری مثال ہمارے لائق نہیں۔ یعنی ایسا برا کام مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ کہ کسی کو ایک چیز اللہ کی رضا کے لیئے دے کر پھر واپس لے۔

عطیہ دے کر واپس لینا حلال نہیں وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ وَابْنِ عَبَّاسٍؓ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ

لِلرَّجُلِ اَنْ يُّعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيْهَا ۔

"حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں حلال واسطے آدمی کے یہ کہ دیوے عطیّہ پھر رجوع کرے اس میں" (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)۔

جب کوئی چیز اللہ کی خوشی کی خاطر کسی کو دے دی، تو اب اس کی مِلک ہو گئی۔ دینے والے کا حق نہیں رہا۔ اب نہ اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ نہ لے سکتا ہے۔ رجوع حرام ہے۔ یہاں تک کہ معطی اپنے عطیہ یا پیش کش کو قیمت دے کر خرید بھی، نہیں سکتا۔

اپنا عطیہ قیمتاً خریدنا بھی منع ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (غازی مرد) کو فی سبیل اللہ گھوڑا دیا۔ اس نے گھوڑے کو ضائع کیا (یعنے بسبب بے غوری کے دبلا کر دیا۔ میں نے چاہا۔ کہ خرید لوں۔ اس سے۔ اور گمان کیا میں نے کہ وہ سستا بیچے گا — پھر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ (حضورؐ) میں نے ایک شخص کو فی سبیل اللہ گھوڑا دیا تھا۔ اس نے

بوجہ بے غوری اسے لاغر کر دیا ہے۔ کیا میں اس سے خرید لوں؟۔ آپؐ نے فرمایا:

لَا تَشْتَرِہٖ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ فَاِنْ اَعْطَاکَہٗ بِدِرْھَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ۔ (بخاری۔مسلم)

"نہ خرید اس کو، اور نہ عود کر اپنے صدقہ میں اگرچہ دیوے تجھ کو وہ بدلے ایک درہم کے، (اور سن) رجوع کرنے والا اپنے صدقہ میں مانند کتّے کے ہے کہ چاٹتا ہے قے اپنی۔"

اپنے صدقے، تحفے، ہدیے، عطیے اور پیش کش کو واپس لینا تو درکنار ۔۔ معطی تو اُسے قیمتاً بھی نہیں خرید سکتا خواہ ہزار روپیہ کا گھوڑا ایک آنہ کو واپس ملے۔

صَدَقَۃُ الْفِطْرِ!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِ

وَ اَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ ۝ (بخاری۔مسلم)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ فرض کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر ایک صاع کھجور سے، یا ایک صاع جو سے غلام پر، اور آزاد پر، اور مرد پر اور عورت پر، اور چھوٹے پر اور بڑے پر، درحالیکہ وہ مسلمان ہوں اور حکم فرمایا کہ صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔ لوگوں کے نماز (عید) میں نکلنے سے پہلے۔"

حضرت ابی سعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ ہم نکالتے تھے صدقہ فطر کا ایک صاع طعام سے، یا ایک صاع جو سے، یا ایک صاع کھجور سے، یا ایک صاع پنیر سے، ایک صاع انگور خشک سے۔ (بخاری مسلم)

فی کس پونے تین سیر صدقہ فطر ہے

صاع مدنی پونے تین سیر کا ہوتا ہے۔ پس پونے تین سیر (ایک صاع) گیہوں، جو وغیرہ فی کس زکوٰۃ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنی فرض ہے۔ گھر کے ہر فرد، کیا چھوٹا، کیا بڑا، حتےٰ کہ دودھ پیتا بچہ تک۔ سب کی طرف سے صدقہ فطر دینا فرض ہے۔

گیہوں نصف صاع تک دے سکتے ہیں

جب امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا۔ اور شام سے گیہوں آئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری رائے میں نصف صاع (ایک سیر چھ چھٹانک) گیہوں اِن (دوسری چیزوں) کے برابر ہوتے ہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ نکالو زکوٰۃ روزے اپنے کی (یعنے فطرہ دو) آخر رمضان میں۔ کہ فرض[1] کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور سے۔ یا جَو سے۔ اَوْ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ۔ یا آدھا صاع (ایک سیر چھ چھٹانک) گیہوں سے "

(مشکوٰۃ شریف، بحوالہ ابوداؤد۔ نسائی)

بہتر اور افضل یہی ہے۔ کہ گندم سے بھی پورا صاع، یعنی پونے تین سیر فی کس دیا جائے۔ اور اگر کوئی نصف صاع

---

[1] صدقہ فطر اس لئے فرض ہے کہ اس کے ادا کرنے سے روزے پاک ہو جاتے ہیں ہر طرح کے نقائص سے، چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زَکٰوۃُ الْفِطْرِ طُهْرُ الصِّیَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ طُعْمَۃٌ لِّلْمَسَاکِیْنَ۔ زکوٰۃ فطر کی روزہ کو پاک کرنے کے لئے ہے بیہودہ بات اور بُرے کلام سے۔ لازم کی مسکینوں کو کھلانے کے لئے۔ (ابوداؤد)

(ایک سیر چھ چھٹانک) فی کس گندم دے گا۔ تو بھی صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ جیسا کہ روایت بالا میں ہے۔

صدقہ فطر ہر مسلمان دے

صدقہ فطر فرض ہے۔ ہر مسلمان کو ادا کرنا چاہیئے۔ اور یہ واجب الادا ہوتا ہے طلوعِ فجرِ عید کے وقت۔ اور نماز عید سے قبل اسے دے دینا چاہیئے۔ نماز کے بعد نہیں لگے گا۔ اور صدقہ فطر مساکین کا حق ہے۔ اور مسکین کی پہچان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرائی ہے۔ فرمایا ہے:۔

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ ۔ (بخاری مسلم)

"نہیں ہے مسکین وہ، کہ پھرتا ہے لوگوں پر، پھیرتا ہے اس کو ایک لقمہ، یا دو لقمے، اور ایک کھجور، یا دو کھجوریں (گھر گھر)۔ ولیکن مسکین وہ ہے کہ نہیں پاتا مال کہ بے پروا کرے اس کو، اور نہیں معلوم کیا جاتا (بظاہر) کہ وہ محتاج ہے۔ تاکہ صدقہ دیا جائے اس کو، اور نہیں اٹھتا (اپنے گھر سے) تا مانگے لوگوں سے۔"

ملاحظہ:- بعض لوگ مساجد کے اماموں کو صدقہ فطر، قربانی کی کھالیں دیتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چیزیں مساکین اور فقراء کا حق ہے۔ ائمہ مساجد کا نہیں۔ ہاں اگر امام مسجد مسکین اور فقیر ہو تو اس کو دے سکتے ہیں۔

زکوٰۃ اور صدقات اطاعت رسول کے مطابق دینے چاہئیں

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ ۔ (پ ۲۶ ع ۸)

"مسلمانو! حکم مانو اللہ کا اور (اللہ کے احکام کی تعمیل میں) اطاعت کرو رسول کی اور (غیر مسنون طریق پر چل کر) اپنے عملوں کو باطل نہ کر لو"

اطاعت رسول کی شرط پر زکوٰۃ وصدقات قبول ہوں گے

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اور فرائض میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری، یعنی طریقہ نبوی پر عمل کرنا، فرض ہے۔ اگر ہم اللہ کے فرائض کو بہ اتباع رسولؐ بجا نہ لائیں۔ یعنی جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرائض خداوندی پر عمل کیا ہے یا کرنے کو کہا ہے۔ اس طرح نہ کریں گے بلکہ کسی غیر مسنون طریقے، یا اسلام کی ترمیم کرنے

والے دورِ حاضر کے "مجتہدوں" کے کہنے کے مطابق عمل کریں گے۔ تو وہ عمال، زکوٰۃ، صدقات، خیرات۔ سب بحکمِ قرآن۔ وَلَا تُبْطِلُوٓا اَعْمَالَكُمْ باطل قرار پائیں گے۔ برباد ہو جائیں گے۔ اس لئے خوب سمجھ سوچ کر زکوٰۃ، اور دوسرے صدقات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خرچ کریں۔ حضورؐ نے جن جن چیزوں کو قابلِ زکوٰۃ قرار دیا ہے۔ اور جو جو نصاب ان کا مقرر فرمایا ہے۔ اور جو شرح زکوٰۃ متعین فرمائی ہے اور جو مصارف بتائے ہیں، ان سب کو بہ دل وجان قبول کریں۔ اور ان پر ہی عمل کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ مالی عبادت قبول کرے گا۔ اور درجے دے گا۔ ورنہ نہیں۔

شرح زکوٰۃ میں تبدیلی کی جسارت

مثلاً حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیسواں حصہ، یعنی اڑھائی فی صد زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے۔ جو پونے چودہ سو سال سے تمام اُمت مانتی اور دیتی آئی ہے۔ لیکن آج کے بعض انوکھے مجتہد، اور اسلامی مجلس مشاورت کے بعض دیدہ دلیر کہتے ہیں۔ کہ یہ شرحِ زکوٰۃ اسی وقت کے لئے تھی۔ آج وقت کے تقاضے کے مطابق جو شرح حکومت چاہے مقرر کر سکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ

دین میں مداخلت ہے۔ اور انتشار پیدا کرنا ہے، ان لوگوں کے پاس حضرت خاتم النّبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریحِ قرآن کو بدلنے کا کیا اختیار ہے۔ اور کس دلیل سے وہ ایسا کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یا حکومت رسولُ اللہ ہیں جو شریعت بناتے ہیں۔ دیکھئے قرآنِ مجید میں کس درجہ لرزہ خیز ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا۔ (پ ع ۱۴)

"اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور گزر جائے اس کی (مقرر کردہ) حدوں سے، داخل کرے گا اللہ اس کو آگ میں"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ، رسول، کی نافرمانی موجبِ جہنم ہے۔ تو جو لوگ زکوٰۃ کی شرح کو بدلتے ہیں۔ وہ اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ کی نافرمانی اس طرح کہ اس نے حکم دیا ہے۔ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ کہ رسول کی اطاعت کرو۔ تو شرح زکوٰۃ بدل کر اطاعتِ رسول سے منہ موڑا، یہ اللہ کی نافرمانی ہوئی۔ اور ساتھ ہی رسول کی نافرمانی بھی ہوگئی یہ دونوں نافرمانیاں خسارۂ آخرت کی موجب ہیں۔

غور کریں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ کی

شرح اڑھائی فی صدی مقرر کریں۔ اور کوئی اس شرح کو رد کرے۔ اس کا انجام معلوم! اور جو حضورؐ کی شرح ردّ کرکے کسی اُمتی کی شرح قبول کرے۔ اس کی زکوٰۃ کے برباد اور عاقبت خراب ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ بھائیو! ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کہ ہم قرآن سے حجت (ARGUMENT) لا رہے ہیں۔

کیا انکم ٹیکس زکوٰۃ ہے؟

ایسے ہی جو شخص انکم ٹیکس پراپرٹی ٹیکس، ہوس ٹیکس یا کسی اور ٹیکس کو زکوٰۃ کہتا ہے۔ اور ان ٹیکسوں کی ادائیگی کو قرآنی زکوٰۃ کی ادائیگی قرار دیتا ہے۔ وہ بھی دین میں سینہ زوری کرتا ہے۔ بلا دلیل مسئلہ گھڑ کر مسلمانوں کو راہِ رسولؐ سے ہٹاتا ہے ؎

ترسم کہ تو می رانی زورق بہ سراب اندر
زادی بہ حجاب اندر، میری بہ حجاب اندر

ٹیکس گزار کے سر سے زکوٰۃ کا بوجھ نہیں اُتر سکتا

حکومت کا انکم ٹیکس تو آمدن پر ہوتا ہے۔ اور اس کی شرح بھی حکومت نے اپنی ضروریات کے پیشِ نظر خود ہی تجویز کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت لوگوں کے زیورات

نقدی، غلہ اور مویشی وغیرہ سے کچھ نہیں لیتی، حالانکہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقدی، مالِ تجارت چاندی، سونا، غلہ، اونٹ، گائے، بکری، دنبہ، بھینس وغیرہ کا نصابِ زکوٰۃ مقرر کیا ہے۔ اور پھر شرح زکوٰۃ بھی بتائی ہے۔ اور اس شرح سے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے۔ پھر جو شخص کہتا ہے۔ کہ حکومت کا انکم ٹیکس زکوٰۃ ہے۔ کیا ٹیکس دینے سے رسولِ خدا کے حکم کے مطابق مذکورہ چیزوں کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں! تو پھر یاد رکھیں۔ کہ ٹیکس کو شرعی زکوٰۃ کی ادائیگی قرار دینا صریحاً مداخلت فی الدین ہے۔ اور ٹیکس گزار کے سر سے قرآنی زکوٰۃ کا بوجھ ہرگز نہیں اتر سکتا۔

دیکھئے شرعی زکوٰۃ سونا اور چاندی، اور مالِ تجارت وغیرہ سے ہر سال دینی پڑتی ہے۔ لیکن انکم ٹیکس، تو آمدن پر لیا جاتا ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس پچاس تولے سونا ہے، اور سو تولے چاندی ہے۔ پانچ ہزار روپے کا مالِ تجارت گھر پڑا ہے۔ بکری ہوتی نہیں۔ حکومت انکم ٹیکس نہیں لے گی۔ خواہ کئی سال گزر جائیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی وحی سے حکم دے رکھا ہے۔ کہ ہر سال زکوٰۃ دو! — خواہ زکوٰۃ مال کو

کھا لے[1] جائے۔ یعنی زکوٰۃ دیتے دیتے مال ہی ختم ہو جائے حکومت نے تو انکم (INCOME) یعنی آمدنی پر ٹیکس لینا ہے، لاکھوں کی تعداد میں ایسے ملازمت پیشہ اور دکاندار موجود ہیں جو اتنی آمدنی نہیں رکھتے کہ ان سے انکم ٹیکس لیا جائے۔ چنانچہ ان سے حکومت ٹیکس نہیں لیتی۔ لیکن ان لوگوں کے گھروں میں عموماً سونا چاندی ضرور اتنا ہے کہ ان سے زکوٰۃ دینی پڑتی ہے۔ اور وہ دیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ انکم ٹیکس کو زکوٰۃ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگر انکم ٹیکس کی ادائیگی زکوٰۃ کی ادائیگی ہے تو انکم ٹیکس کی عدم ادائیگی سے زکوٰۃ کیوں

---

[1] اگر کوئی کہے کہ اسلام کا یہ حکم کیسا ہے کہ زکوٰۃ دیتے جاؤ، یہاں تک کہ زکوٰۃ مال کو کھا جائے۔ گزارش ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! جو کوئی کسی یتیم کے مال کا والی ہو۔ اسے چاہیئے کہ اس مال سے تجارت کرتا رہے تاکہ زکوٰۃ اس مال کو نہ کھا جائے (مشکوٰۃ) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نہیں چاہتا کہ سونا چاندی وغیرہ بند پڑا رہے، بلکہ حکم دیتا ہے کہ مال سے تجارت کرتے رہو۔ تاکہ مال بڑھے، تمہارے کام بھی آئے۔ اور خیرات سے لوگوں کے کام بھی آئے۔ اور اگر کوئی تجارت نہ کرے گا تو زکوٰۃ لازمی دینی آئیگی، حتےٰ کہ زکوٰۃ مال کو ختم کردے۔ جب مال ختم ہوگیا۔ تو صاحبِ مال محتاج ہوکر سزا پائے گا۔ غفلت کی جو اس نے تجارت پر مال نہ لگایا۔

ساقط نہیں ہوتی :

زکوٰۃ کو کھلا رکھنا بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (زکوٰۃ دو) فرما کر زکوٰۃ کو کھلا رکھا ہے۔ اس نئے وقت کے تقاضوں کے مطابق اس کی تشریح کر لینی چاہیئے۔ گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فَانْکِحُوْا (نکاح کرو) فرما کر بقول ایشاں نکاح کو بھی کھلا رکھا ہے اس کھلا رکھنے پر اگر لڑکی صبح کالج جائے، اور شام کو خاوند لے کر گھر آجائے، اور کہے کہ خدا نے نکاح کو کھلا رکھا ہے۔ اور کھلا رکھنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ عورت، مرد ایک دوسرے کو پسند کر کے ازدواجی زندگی گزارنے کا عہد کر لیں۔ تو یہی نکاح ہے۔ میں نے اپنے کلاس فیلو کو پسند کر لیا ہے۔ اور اس نے مجھے۔ پھر ہم دونوں نے میاں بیوی بن کر زندگی گزارنے کا اقرار کر لیا ہے۔ پس ہمارا نکاح ہو گیا ہے۔ زکوٰۃ کو کھلا رکھنے کے مخترعین کے نزدیک یہ نکاح بالکل درست ہوگا۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ[1]۔ کے مطابق یہ نکاح بالکل باطل ہے۔ قارئین کرام جس طرح آپ مذکورہ صورت میں لڑکی کے نکاح کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح آپ کو یہ بھی برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ کو کھلا رکھ کر اس کا یہ مطلب

---

[1] ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ)

لیا جائے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قابلِ زکوٰۃ اموال و اجناس، ان کے نصاب اور متعینہ شرحوں کو ٹھکرا کر اپنی مرضی سے انکم ٹیکس کو زکوٰۃ قرار دے کر قرآن کے فریضۂ زکوٰۃ سے کنارہ کش ہو جائیں۔

زمانے کے تقاضے اسلام پر قربان کریں

آج کل یہ زہریلی ہوا چل رہی ہے۔ کہ اسلام کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق بناؤ۔ غور کریں۔ کہ زمانہ اینٹ پتھر اور گارے کا نام نہیں۔ زمانے سے مراد گردشِ لیل و نہار کے ساتھ بنی نوعِ انسان کے حالات و کوائف اور ضروریات ہی تو ہیں۔ پھر آج زمانے کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ عورتوں سے پردہ ہٹا دو۔ عورتوں، اور مردوں کی مشترکہ موسیقی کانفرنسیں قائم کرو۔ گانا بجانا عام ہو۔ رقص و سرود کی محفلیں جمیں، پھچڑ نہ کی بے حیائی کی ہوا چلے۔ ریڈیو کے فحش گانے رجال و اناث کو مست کریں۔ دخترِ رز کھلے بندوں آزاد پھرے۔ بنت العنب سے سرِ بازار معاشقے ہوں۔ اخلاق کی حدیں ٹوٹیں نفس کی بنے، اور اخلاقیات کی بنا اکھڑے۔ لیبل اسلام کا ہو۔ اور مال خواہش کا۔

انسوس زمانے نے آج ایسے مولوی بھی پیدا کر دیئے ہیں۔

جو اسلام کو زمانے (نفس) کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے در پئے ہو گئے ہیں۔ رحمتِ عالم ؐ کے ارشادات سے بے نیاز ہو کر قرآن کو پاژند بنا دینے کی سعی میں ہیں۔ آیات کے من مانے معنی اور نفس (زمانے) کے تقاضے کے مطابق تفسیر گھڑ رہے ہیں۔ اور اس طرح ایک چیپ اسلام مارکیٹ میں لے آئے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے:۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ
تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ۔ (مشکوٰۃ)

"تم میں کوئی (پورا) مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش (کے تقاضوں) کو میری لائی ہوئی چیز (شریعت یعنی کتاب و سنت) کے تابع کر دے۔"

معلوم ہوا۔ کہ اپنی تمام خواہشات اور زمانے کے تقاضوں کو اسلام کے تابع فرمان کر دینے کا حکم ہے۔ خدا جزائے خیر دے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

حدیثِ بے خبراں است کہ با زمانہ بساز
زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز

یہ بے خبر لوگوں کا قول ہے۔ کہ زمانے کے موافق ہو کر

چلو۔ (سنو!) اگر زمانہ تمہارے (اسلام) کے موافق نہیں ہوتا تو تم زمانہ سے جنگ کرو۔"

یعنی زمانہ اگر اسلام سے موافق نہیں ہوتا۔ تو تم اسلام کے احکام و اوامر اور مفاد کو زمانے پر مسلط کرنے کے لئے اس سے لڑو۔ کسی صورت بھی اسلام کو زمانے میں مدغم نہ کرو۔ قال اللہ اور قال الرسول کو زمانے کے تقاضوں پر قربان نہ کرو۔ خواہ "با زمانہ ستیز" کے جہاد میں تمہیں جان، جانِ آفریں کے سپرد کرنا پڑے۔ ؎

دست از طلب ندارم تا کامِ من بر آید
یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

اسلام میں حدیثِ رسولؐ کا لفظ بدلنے کی اجازت نہیں

صحیح بخاری کتاب الوضو میں ہے۔ کہ براء بن عازبؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جس وقت تم (رات کو) اپنے بستر پر جاؤ۔ تو وضو کرکے دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو۔ اگر تم اسی رات مر جاؤ گے، تو ایمان پر مرو گے۔ براء بن عازبؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ دعا حضورؐ کے سامنے دہرائی۔ جب میں اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ۔ پر پہنچا۔ تو رآگے: بجائے نَبِیِّکَ کے رَسُوْلِکَ

پڑھا (بھول کر) آپ نے فرمایا - نہیں!۔ (رَسُوْلِكَ نہ پڑھو)
بلکہ وَ بِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ پڑھو - (بخاری شریف)

قارئین کرام! غور فرمائیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کے اندر لفظ نبی فرمایا - جس کا مطلب ہے۔ اے اللہ! تیرے بھیجے ہوئے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا اور براء بن عازبؓ نے نبی کی جگہ (بھول کر) رسول پڑھ دیا حضورؐ نے فوراً روک دیا - اور فرمایا - کہ نبی کہو - رسول نہ کہو - یعنے جو کچھ میں نے کہا - وہی کہو - بدلو نہ - جب لفظ نبیؐ کو رسول سے بدلنے کی اجازت نہیں - تو حضور انورؐ کی زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فی صدی کو کیسے بدل سکتے ہیں؟ اس میں کیونکر کمی بیشی کر سکتے ہیں؟ اور ایسے ہی ہم انکم ٹیکس، یا اور دوسرے ٹیکسوں کو کیونکر زکوٰۃ کا بدل بنا سکتے ہیں؟ اور حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں کو ادا کرکے زکوٰۃ سے کس طرح سبکدوش ہو سکتے ہیں؟ یاد رہے کہ اللہ اور رسولؐ کے احکام میں کوئی ردّ و بدل جائز نہیں -

زکوٰۃ کے مصارف

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف

بیان کئے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پ۱۰ ع ۱۴)

"صدقات (یعنی زکوٰۃ کا مال) تو بس فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا، اور ان کارکنوں کا جو مالِ زکوٰۃ وصول کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا جن کے دلوں کا پرچانا منظور ہو۔ اور وہ جن کی گردنیں (قید غلامی سے) چھڑانی ہوں۔ (اور) اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے (بھی خرچ کرنا چاہیئے)۔ یہ (حقوق) اللہ کا مقرر کیا ہُوا فرض ہے، اور اللہ جاننے والا صاحب تدبیر ہے"

یہ ہیں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف

(۱) **فقراء**:۔ فقراء فقیر کی جمع ہے۔ اور فقیر اس محتاج تنگدست کو کہتے ہیں۔ جس کے پاس کھانے کو نہ ہو۔ یہ مستحق زکوٰۃ ہے۔ قرآن مجید نے فقیر کی آپ ہی وضاحت کردی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۳ ع ۵)

"(زکوٰۃ) ان فقیروں (محتاجوں) کا حق ہے۔ جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں۔ ملک میں سفر کی استطاعت نہیں رکھتے، ناواقف آدمی ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے انہیں غنی سمجھتے ہیں۔ (لیکن) تو (ان کو) دیکھے تو صورت ہی سے صاف پہچان جائے گا۔ (کہ محتاج ہیں۔ مگر ہاں)، لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، مال سے تو اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے"

یہ آیت اہلِ صفہ کے حق میں اتری تھی اور وہ چار سو

(بقیہ صہ ۱۹۴) سلہ فقیر کا لفظ سنتے ہی ذہن ان پیشہ ور گداگروں کی طرف جاتا ہے جو گلی گلی اور گھر گھر روزانہ مانگتے پھرتے ہیں، یہ پیشہ ور مانگت خیرات کے حقدار نہیں ہیں۔ رحمتِ عالم نے تو تندرست جسم سالم آدمی کو سوال کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ اسلئے فقیر کا وہی مفہوم لینا چاہیئے جو زکوٰۃ کے مصارف میں ہم نے بیان کیا ہے۔

آدمی مہاجرین میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر بار۔ اور مال و متاع چھوڑ کر اللہ رسولؐ کی طرف ہجرت کی تھی اور مدینہ منورہ میں آکر محتاج اور فقیر ہو گئے تھے۔ اور اس فقر و فاقہ کی حالت میں اللہ کی راہ میں اٹک گئے۔ انہوں نے اپنی جانوں کو جہاد کرنے پر روک رکھا تھا۔ وہ قرآن مجید کے سیکھنے سکھانے میں مشغول رہتے تھے۔ اور جن لشکروں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے روانہ فرماتے تھے۔ ان کے ساتھ جاتے تھے۔ ملک میں تجارت کرنے یا کمانے کے لئے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ بالکل محتاج اور فقیر تھے۔ ایک پیسہ تک ان کے پاس نہ تھا۔ اور ان کی خود داری کا یہ عالم تھا۔ کہ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ ان کے تعفف اور کمال درجہ ترکِ سوال پر ناواقف ان کو توانگر جانتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ (اے عاقل مومن! صاحبِ فراست مسلمان!) تو ان کا فقیر ہونا علامات سے پہچان سکتا ہے۔ کہ تواضع، انکسار، کپڑوں کی شکستگی، بھوک، رنگ کی زردی، اور بدن کی کمزوری وغیرہ ان میں عیاں ہیں — الحاصل یہ لوگ سوال سے بہت عفیف ہیں۔ اس لئے سوال سے تو ان کا فقر نہیں پہچانا جاتا۔ ہاں ان کی سیما سے تو البتہ ان کو

پہچان لے گا۔ تو اِن فقراء اصحابِ صفہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کے کھاتے پیتے لوگوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے صدقات ــ زکوٰۃ، خیرات اِن فقیروں اور محتاجوں کو دیں۔ کہ یہ حقدار ہیں۔

(۲) مَسَاکِین :- مساکین، مسکین کی جمع ہے۔ عربی محاورہ میں مسکیں وہ شخص کہلاتا ہے۔ جو کمزور، بے بس اور بے چارہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے۔ جس کو ایک دو لقمے، یا ایک دو کھجوروں کی حرص لوگوں کے پاس لئے پھرتی ہے۔ بلکہ مسکین وہ ہے۔ کہ اس کو بقدر ضرورت مال نہ مل سکے۔ نہ تو لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو۔ کہ کوئی اس کو خیرات دے۔ اور نہ وہ خود شرمساری کے سبب لوگوں سے سوال کرے۔ (بخاری شریف)

(۳) وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا :- اور وہ لوگ جو زکوٰۃ کے محصل مقرر ہوں۔ ان کی تنخواہ بھی مدِ زکوٰۃ سے دینی چاہیئے۔ حضورؐ اور خلفائے اربعہ کے وقت زکوٰۃ تحصیل کرنے والوں کو زکوٰۃ کے مال سے تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

(۴) وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ:- تالیف قلوب کے ذریعہ لوگوں کو پکا مسلمان بنانے کے لئے ان پر خرچ کریں۔ یعنے نومسلم، اور کمزور عقیدے اور عمل کے مسلمان، جن کے دل اسلام پر پکے نہیں ہوتے ہیں۔ ان کا دل پرچانے کے لئے خرچ کریں۔ مالِ زکوٰۃ سے ان کی ضروریات پوری کریں۔ انہیں خوب کھلائیں پلائیں۔ تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف پوری طرح مائل ہو جائیں۔ عیسائی لوگ لاکھوں روپے تالیف القلوب پر خرچ کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے عیسائی [illegible] ہیں۔ تو صرف مال خرچ کرکے ہی بنائے ہیں۔ کھانے کی [illegible]، کپڑے، دوائیاں، سکولوں، کالجوں میں مفت تعلیم ہسپتالوں میں مفت علاج، ملازمتیں، غربت، اور افلاس میں مالی امداد، اور زندگی کی بے شمار سہولتیں اور آسائشیں مہیا کرتے ہیں۔ ہمارے گھروں اور گلیوں میں جو لوگ صفائی کا کام کرتے ہیں۔ جنہیں لوگ خاکروب کہتے ہیں۔ عیسائیوں نے مال خرچ کرکے ان کی کایا پلٹ دی ہے۔ ان لوگوں کی اولاد سکولوں، کالجوں میں پڑھتی ہے۔ بہت سے پڑھ کر سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ بن گئے ہیں، دفتروں میں ملازم ہیں۔ دستکار ہیں۔ اچھا کھاتے پیتے، پہنتے، اور خوش حال ہیں۔ ان کے لئے تعلیم اور علاج کی سہولتیں مفت مہیا

ہیں۔ اب کون انہیں خاکروب کہہ سکتا ہے۔ اب وہ معزز مسیحی ہیں ــــ افسوس! یہ کام تھا مسلمانوں کا، جسے تثلیث کے فرزند لے گئے۔ مسلمان کروڑوں پتی، سانپ بن کر دولت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ انہیں اس طرف خیال ہی نہیں آتا۔ کہ مال خرچ کرنے سے اسلام کو بے حد تقویت پہنچ سکتی ہے، اس لئے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال سے اسلام کو تقویت پہنچائیں۔ اللہ کی راہ میں تالیف القلوب کیلئے خرچ کرکے اپنوں بے گانوں، کو پکے سچے مسلمان بنائیں اور خالص اسلامی لٹریچر لاکھوں کی تعداد میں ملک میں فری تقسیم کریں۔ تاکہ اسلام کی حقانیت، اور صداقت کا نور پھیلے، زکوٰۃ انہی کاموں کے لیئے فرض کی گئی تھی۔ جن سے مالداروں کی اکثریت آنکھ موند کر غفلت میں پڑی ہے۔ آخر ایک دن اللہ نے پوچھنا ہے۔

(۵) وَفِي الرِّقَابِ:- اور غلاموں کو آزاد کرانے میں زکوٰۃ خرچ کریں۔

(۶) وَالْغَارِمِينَ:- اور قرضداروں کے قرض ادا کرانے میں خرچ کریں۔

(۷) وَفِي سَبِيلِ اللهِ:- اور اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

عام طور پر فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ کے معنی جہاد لیئے جاتے ہیں۔ یعنی مالِ زکوٰۃ جہاد کے اسلحہ، سازو سامان اور مجاہدین پر خرچ کرنا چاہیئے۔ بے شک یہ مطلب بھی صحیح اور درست ہے۔ جیسا کہ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو ہماری افواجِ قاہرہ نے اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ جنگ کے محاذوں پر پہنچ کر وہ دشمن کے لیئے مرگِ مفاجات بنے، اور قوم نے کروڑوں روپے دفاعی فنڈ میں دیئے۔ بے شک یہ مصرف مالِ زکوٰۃ کا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور جہاد بھی ہے۔ جسے اعلائے کلمۃ اللہ، اور دعوتِ اسلام کہتے ہیں۔ اس سے اسلام کو عروج اور ارتقار حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (پ ع)

"(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہو کہ یہ ہے میری راہ بلاتا ہوں (تم کو) اللہ کی رت، علم ویقین اور واضح حجت کے ساتھ میں (بھی) اور جن لوگوں نے میری پیروی کی (وہ بھی)۔ اور اللہ پاک ہے، اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں۔"

اس آیت میں اللہ کی راہ یقیناً یہی ہے کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ اور تبلیغ کی جائے۔اغیار کو بھی حلقۂ بگوش اسلام بنانے کے لئے خرچ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے عقاید اعمال، اور اخلاق سنوارنے کی خاطر لٹریچر عام کیا جائے۔ اور لٹریچر وہ ہو۔ جس کا مواد علم و یقین، اور واضح حجت پر مبنی ہو۔ سراسر بصیرت ہی بصیرت ہو۔

الحاصل یہ مدّ فِیْ سَبِیْلِ اللہ عام اور بڑی وسیع ہے۔جس میں مذہبی مدرسے، یتیم خانے، نادار طلبہ، سیاسی اور ملّی ضرورتیں تبلیغ دین، اسلام کی نشر و اشاعت وغیرہ شامل ہے، یہ سب امور اللہ کی راہ ہی ہے۔ فی سبیل اللہ!

(۸) وَابْنِ السَّبِیْلِ:۔ اور مسافر جو اپنے مال سے جدا ہے۔اور سفر میں آ کر کسی طرح محتاج ہو گیا ہے۔ یہ بھی مالِ زکوٰۃ کا مستحق ہے!

یہ ہیں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف جن پر زکوٰۃ صرف کرنی چاہیئے۔ ضروری نہیں کہ سب پر خرچ کی جائے۔ ان میں سے جہاں مناسب سمجھیں۔ خرچ کریں، خواہ ایک یا دو پر ہی صرف کر دیں۔ درست ہے۔

در اصل زکوٰۃ کی غرضیں دو ہیں۔ ایک تو یہ، کہ مسلمانوں کا افلاس دور ہو۔ اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے

(۳) زکوٰۃ کے معنے ہیں پاک کرنا اور بڑھنا۔ زکوٰۃ دینے سے غیر کا حق نکل جاتا ہے۔ تو باقی مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور صاحبِ مال گناہوں سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب بڑھتا ہے۔ نیز اس میں برکت آجاتی ہے۔

(۴) زکوٰۃ کا منکر کافر ہے۔ اور اس کا تارک اشد گنہگار ہے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے تارکینِ زکوٰۃ پر تلوار اٹھانے کی ٹھان لی تھی۔ تاکہ ان کو قتل کیا جائے۔ اور ثعلبہ انصاری ترکِ زکوٰۃ کی وجہ سے بے ایمان مرگیا۔

(۵) زکوٰۃ فرض ہے۔ سونا، چاندی، مالِ تجارت میں چالیسواں حصہ۔ یعنی اڑھائی روپیہ سینکڑا۔ یا پچیس روپے فی ہزار۔ اس کے علاوہ زمین کی پیداوا۔ اور چار پایوں میں بھی۔ جن کا اس کتاب میں تفصیل سے ذکر آگیا ہے۔

(۶) زکوٰۃ سال گزرنے پر واجب الادا ہوتی ہے۔

(۷) جو قرض کسی سے لینا ہو۔ اور اس کے ملنے کی امید ہو۔ اس کی زکوٰۃ دینی بھی فرض ہے۔

(۸) گھر کا ہر قسم کا اسباب، کپڑے، گائے، یا بھینس، موٹر کار، سواری کا جانور، اوزار اہلِ حرفہ کے، مشینری لاکھوں روپے کی کارخانہ کے لئے۔ مکان رہنے کا۔ کتابیں اہلِ علم کی ان سب پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ رہائشی مکان کے علاوہ

(۳) زکوٰۃ کے معنے ہیں پاک کرنا اور بڑھنا۔ زکوٰۃ دینے سے غیر کا حق نکل جاتا ہے۔ تو باقی مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور صاحبِ مال گناہوں سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب بڑھتا ہے۔ نیز اس میں برکت آجاتی ہے۔

(۴) زکوٰۃ کا منکر کافر ہے۔ اور اس کا تارک اشد گنہگار ہے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے تارکینِ زکوٰۃ پر تلوار اٹھانے کی ٹھان لی تھی۔ تاکہ ان کو قتل کیا جائے۔ اور ثعلبہ انصاری ترکِ زکوٰۃ کی وجہ سے بے ایمان مرگیا۔

(۵) زکوٰۃ فرض ہے۔ سونا، چاندی، مالِ تجارت میں چالیسواں حصہ۔ یعنی اڑھائی روپیہ سینکڑا۔ یا پچیس روپے فی ہزار۔ اس کے علاوہ زمین کی پیداوا۔ اور چار پایوں میں بھی۔ جن کا اس کتاب میں تفصیل سے ذکر آگیا ہے۔

(۶) زکوٰۃ سال گزرنے پر واجب الادا ہوتی ہے۔

(۷) جو قرض کسی سے لینا ہو۔ اور اس کے ملنے کی امید ہو۔ اس کی زکوٰۃ دینی بھی فرض ہے۔

(۸) گھر کا ہر قسم کا اسباب، کپڑے، گائے، یا بھینس، موٹر کار، سواری کا جانور، اوزار اہلِ حرفہ کے، مشینری لاکھوں روپے کی کارخانہ کے لئے۔ مکان رہنے کا۔ کتابیں اہلِ علم کی ان سب پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ رہائشی مکان کے علاوہ

جو مکان کرایہ پر چڑھے ہوں۔ اس کرایہ پر زکوٰۃ ہے۔

(۹) ایک آدمی قرضدار ہے۔ پانچ ہزار دینا ہے۔ اور دس ہزار پاس ہے۔ تو دس ہزار سے پانچ ہزار قرض نکال کر پانچ ہزار کی زکوٰۃ دے گا۔

(۱۰) سال گزرتے ہی زکوٰۃ کا حساب کر لینا چاہیئے۔ پھر جو رقم بنے۔ خواہ اسے یکمشت دے، یا سال کے اندر اندر دیتا رہے یعنی اگلا سالِ زکوٰۃ آنے سے پہلے ختم کر دے۔

(۱۱) زکوٰۃ تمام رشتہ داروں، اور قریبیوں کو دی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ مستحق ہوں۔ یعنی زکوٰۃ کے مصارف سے متعلق ہوں۔ قریبیوں کو زکوٰۃ دینا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ ثواب ہے۔

(۱۲) بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینب کہتی ہیں۔ کہ میں مسجد میں موجود تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عورتوں سے فرما رہے تھے۔ اے گروہِ زناں زکوٰۃ دو۔ خواہ زیور میں سے کچھ حصہ دو۔ حضرت زینب کہتی ہیں۔ کہ میں (اپنے خاوند) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور ان یتیم بچوں کا جو میری پرورش میں تھے خرچ برداشت کرتی تھی۔ اس لئے میں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے عرض

کیا۔ کہ آپ جاکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے۔ کہ کیا میں (بیوی) زکوٰۃ کا مال آپ پر اور ان یتیم بچوں پر جو میری پرورش میں ہیں، خرچ کر سکتی ہوں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا۔ کہ تم آپ ہی جاکر دریافت کرو۔ پھر میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گئی۔ درِ دولت پر پہنچی، تو مجھے وہاں ایک عورت میری ہی طرح کی ضرورت والی ملی۔ اسی اثناء میں ہمارے پاس سے حضرت بلالؓ کا گزر ہوا۔ ہم نے ان سے کہا۔ کہ ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ دیجئے۔ کہ اگر میں اپنے شوہر پر اور ان یتیم بچوں پر جو میری پرورش میں ہیں۔ زکوٰۃ کا مال خرچ کر دوں۔ تو کیا کفایت کر سکتا ہے؟ پر ہمارا نام نہ بتانا۔ حضرت بلالؓ اندر تشریف لے گئے۔ اور حضورؐ سے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کون عورتیں ہیں؟ بلالؓ نے عرض کیا۔ زینبؓ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کون زینب؟ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی ہے حضورؐ رحمتِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا (اسے بتا دو) ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ مالِ زکوٰۃ اپنے خاوند اور یتیم بچوں پر خرچ کرے۔ بلکہ زینبؓ کو دُہرا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت سے نیکی کرنے کا، دوسرا زکوٰۃ ادا کرنے کا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے والدین سے مال لے کر آئے۔ یا تجارت وغیرہ سے مالدار ہو جائے، اور اس کا خاوند باوجود روزی کمانے کے تنگ دست ہو اور اس کے اہل و عیال فقر و فاقہ میں رہیں۔ تو بیوی اپنے مالِ زکوٰۃ سے خاوند کی مدد کر سکتی ہے۔ اور خاوند اس مال سے خانگی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ بال بچوں کو کھلا پلا سکتا ہے۔ سبحان اللہ! اسلام کتنا عالمگیر مذہب ہے۔ اور سراسر حکمتوں اور خوبیوں سے بھرا ہے۔

(۱۳)۔ مال کے حقوق میں سے ہے۔ کہ اگر کوئی گھر کی چیز استعمال کے لئے مانگے۔ تو مستعار دے دینی چاہیئے۔ قرآن مجید میں ان چیزوں کو مَاعون کہا گیا ہے۔ اور ماعون روکنے والوں کی بڑی مذمت آئی ہے۔ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں ماعون، ڈول، اور دیگچی کو سمجھتے تھے۔

لیکن جو لوگ چیز مانگ کر لے جائیں۔ ان کو اس چیز کی بڑی حفاظت اور قدر کرنی چاہیئے۔ وہ چیز خراب نہ ہو۔ ٹوٹے نہ، اور اسے کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ بالکل صحیح حالت میں شکریہ کے ساتھ واپس کرنی چاہیئے

اور فارغ ہوتے ہی واپس کر دینی چاہیئے۔

(۱۴) ابوداؤد کتاب الادب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا یَأْکُلُ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ

"اپنا کھانا پرہیزگار کو کھلا"
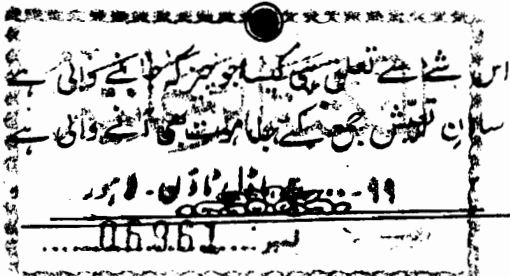
اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب بھی کھانے کی دعوت دیں تو نیکوں اور پرہیزگاروں کو دیں۔ تا کہ کھانے سے جو خون پیدا ہو، طاقت اور قوت آئے۔ وہ رکوع و سجود اور اعمالِ صالح میں صرف ہو۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ، صدقات اور خیرات بھی عام طور پر نیکوں، موحدوں، اور پرہیزگاروں کو دیں۔ تا کہ اس مال سے ان کا کھانا، پینا اور پہننا طاعتِ خداوندی اور اعمالِ خیر میں معاون ہو۔ یعنی جو انرجی اور قوت اس مال سے پیدا ہوگی وہ بِر و تقویٰ کے کاموں میں صرف ہوگی۔

(۱۵) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ دنیا میں بہت مالدار ہیں۔ وہ قیامت کے دن کم درجے والے ہیں۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دیوے۔ فَنَفَخَ فِیْهِ یَمِیْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَیْنَ یَدَیْهِ وَوَرَاءَهٗ وَعَمِلَ فِیْهِ خَیْرًا۔ اور پھونک کر اڑا دے دائیں۔ اور بائیں اور آگے اور پیچھے، اور کرے اس مال میں بہت سی

خوبیاں"۔ یعنی اس طرح اللہ کے نام پر خیرات کرنے والے مالدار لوگ قیامت کو بڑے درجے پائیں گے۔

(۱۶) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر آدمی کے لئے مال کے دو جنگل ہوں۔ تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا ہے۔ اور پیٹ نہیں بھرتی آدمی کا مگر مٹی۔ اور رجوع ہوتا ہے اللہ اس پر جو توبہ کرتا ہے"۔

مال جمع کرتے جانا، جمع کرتے جانا۔ اور اس میں سے خرچ نہ کرنا ـــ زکوٰۃ صدقات نہ دینا، بُرے انجام کی علامت ہے۔ ایسے حریص کو قبر کا تصور کرنا چاہیئے۔ کہ وہاں کیا لے جائے گا۔ سہ

اسبابِ تموّل زنجیریں، ایوانِ حکومت زنداں ہے
دلچسپ جسے تو سمجھا ہے وحشت کا وہ سازوساماں ہے
سِکّوں کی چمک پر مرتا ہے، دولت کے لئے سرگرداں ہے
تو رازِ فنا معلوم تو کر دنیا کے لئے کیوں حیراں ہے

مارچ
۱۹۸۵ء
قرآن و حدیث کا نور پھیلانے والی
حضرت مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی کی شہرہ آفاق تصانیف
کوئی مسلمان گھرانہ
ان علمی شاہکار کتابوں سے خالی نہیں رہنا چاہیے
صلوٰۃ الرسول
جمال مصطفیٰ
انوار التوحید
ریاض الاخلاق
سید الکونین
خطبہ رحمۃ للعالمین
ضرب حدیث
اعجاز حدیث
قرآنی شمعیں
اصلاح معاشرہ
مسلمان کا سفر آخرت
عالم عقبیٰ
سبیل الرسول
حزب الرسول
حج مسنون
رحمت عالم
انوار الزکاۃ
صد احادیث
تجلیات رمضان
سرور دو عالم کا پیغام آخری
شان رب العالمین
جماعت مصطفیٰ
ساقی کوثر
نماز جنازہ
بستان الاربعین
ارشادات
مقام والدین
ریاض الاربعین
قندیل حج
نماز مقبول
قیمت مکمل سیٹ روپے رعایتی صرف روپے
نعمانی کتب خانہ
اردو بازار لاہور
فون ۳۲۱۸۹۵
مکتبہ نعمانیہ
گوجرانوالہ